ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

44

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

19 تا 25 ربیع الثانی 1444ھ / 15 تا 21 نومبر 2022ء

وسعتِ نظریہ

اسلام مادی تہذیب اور اس کے نئے فنون کی فراہم کردہ سہولتوں سے فائدہ اٹھانے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کرتا۔ وہ طیباتِ دنیا سے مستفید ہونے اور مادی تہذیب کے پیش کردہ زمینی خزانوں سے فائدہ اٹھانے سے بھی نہیں روکتا۔ اسلام میں اس روحانی رہبانیت کا کوئی تصور نہیں ہے جو یورپ میں کلیسا نے پیدا کی تھی، تاکہ اس کے ذریعے رومی طرز زندگی کی لذت کوشیوں کا مقابلہ کیا جا سکے یا زیادہ صحیح الفاظ میں زندگی کا سامنا ہونے سے گریز کیا جا سکے۔

اسلام طیباتِ دنیا سے مستفید ہونے سے نہیں روکتا، نہ وہ مادی تخلیقات اور ان تخلیقات سے فائدہ اُٹھانے کے وسائل کو باطل قرار دیتا ہے بلکہ وہ تو ان تمام امور کو انسان کا فرض قرار دیتا ہے۔ خلافت کے معنی ہی یہ ہیں کہ انسان دنیا کے تمام معاملات کو درست کرے، اس کی بہتر اشیاء سے فائدہ اٹھائے، اس میں پوشیدہ خزانوں کا پتہ چلائے اور طیبات دنیا سے مستفید ہو۔ مگر یہ سب کچھ اللہ کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے اور اللہ کی عبادت اور شکر کے ساتھ ہو، اور اس امر کا اعتراف ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی بھلائی کے لیے اس کے نفس کی قوتوں اور زمین کے پوشیدہ خزانوں کو اس کے تابع بنا دیا ہے۔

اسلام کے بنیادی تصورات
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

”کیوں“ دی ہمیں آزادی کہ دنیا......
مال کے متعلق پانچ قرآنی ہدایات
کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسولﷺ ممکن ہے؟ (2)
پی ٹی آئی کا لانگ مارچ اور ممکنہ نتائج
تو غیر کا غلام ہوا
تحریکِ پاکستان کا ناقابل فراموش باب

دین اسلام میں طبقاتی تفریق نہیں

سُورۃُ الشُّعَرَاء — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 113 تا

اِنۡ حِسَابُہُمۡ اِلَّا عَلٰی رَبِّیۡ لَوۡ تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾
اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَہِ یٰنُوۡحُ لَتَکُوۡنَنَّ مِنَ
الۡمَرۡجُوۡمِیۡنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۷﴾

آیت:۱۱۳ ﴿اِنۡ حِسَابُہُمۡ اِلَّا عَلٰی رَبِّیۡ لَوۡ تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾﴾ ’’ان کا حساب تو میرے رب کے ذِمّے ہے‘ کاش کہ تم لوگوں کو شعور ہوتا۔‘‘

آیت:۱۱۴ ﴿وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾﴾ ’’اور مَیں ان مؤمنین کو دھتکارنے والا نہیں ہوں۔‘‘

آیت:۱۱۵ ﴿اِنۡ اَنَا اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۱۵﴾﴾ ’’مَیں تو بس ایک صاف صاف خبردار کرنے والا ہوں۔‘‘

آیت:۱۱۶ ﴿قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَہِ یٰنُوۡحُ لَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمَرۡجُوۡمِیۡنَ ﴿۱۱۶﴾﴾ ’’انہوں نے کہا: اے نوحؑ! اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔‘‘

آیت:۱۱۷ ﴿قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۷﴾﴾ ’’اُسؑ نے فریاد کی: اے میرے پروردگار! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔‘‘

درس حدیث

باعتبارِ تلاوت انسانوں کے چار درجات اور ان کی تشبیہ

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ. وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے مانند نارنگی کے ہے جس کی خوشبو بھی اچھی اور مزہ بھی عمدہ ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا تمرہ (چھوہارے) جیسی ہے کہ خوشبو اس میں مطلقاً نہیں ہے مگر مزہ شیریں ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن پڑھتا ہے مانند ریحانہ یعنی تلسی کے ہے کہ اس کی خوشبو اگرچہ اچھی ہوتی ہے مگر مزہ نہایت کڑوا ہوتا ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن نہیں پڑھتا مانند حنظلہ یعنی اندرائن کے ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
19 تا 25 ربیع الثانی 1444ھ جلد 31
15 تا 21 نومبر 2022ء شمارہ 44
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''کیوں'' دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی ''پریشان''

ہم اُن شاعر سے دلی معذرت کرتے ہیں جن کے اس شعر ''یوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی حیران'' کی اپنے عنوان میں ہم نے اُکھاڑ پچھاڑ کی ہے لیکن ہماری مجبوری ہے کہ اُس صورتِ حال کو کیسے بیان کریں جس سے ہم آج کل دوچار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ پون صدی سے ہم اپنی تاریخ سے کھلواڑ کرتے کرتے اپنا جغرافیہ بھی بگاڑ چکے ہیں۔ اس حوالے سے ہماری جسارت روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔ آج سیاست دان جس طرح باہم دست و گریبان ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ اندھے بہرے ہو گئے ہیں، نہ انہیں کچھ دکھائی دیتا ہے نہ سنائی اور اب اس جنگ میں ریاستی ادارے بھی کود پڑے ہیں اور ایک گھڑمس مچا ہوا ہے کہ کچھ معلوم نہیں ہو رہا کہ کون کس کا حلیف اور کس کا حریف ہے۔ مزید یہ کہ مبینہ طور پر خود اداروں میں تقسیم ہے۔ کچھ منصب دار ایک فریق کے ساتھ ہیں اور کچھ دوسرے فریق کے ساتھ۔ اس صورتِ حال پر اپنی تحریر کا عنوان ''پاکستان رے پاکستان تیری کون سی گل سیدھی'' کا عنوان بھی باندھا جا سکتا تھا لیکن جن کے ہاتھوں میں ملک کی زمام کار ہے وہ اپنی حماقت بلکہ جہالت سے اُس گند کو جو اندرون ملک پھیلا رہے تھے اُسے دنیا کو ایکسپورٹ بھی کرنا شروع کر دیا ہے (ویسے بھی ایکسپورٹ کرنے کے لیے کچھ اور تو ہے نہیں) گویا ہم صرف اندرون ملک گند پھیلانے سے مطمئن نہیں ہو رہے تھے۔

حال ہی میں ارشد شریف نامی ایک صحافی کو ملک سے باہر لے جا کر مارا گیا۔ اس صحافی کے قتل پر بھی صحافتی تنظیمیں منقسم ہیں۔ اب ہم اس کوشش میں تھے کہ اس قتل کو بھلا دیا جائے لیکن خدا کو نہ جانے کیا منظور ہے کہ اب ارشد مرحوم کی وہ تصاویر سامنے آگئی ہیں جن کے مطابق اُن کے جسم پر بدترین تشدد کے نشانات واضح طور پر نظر آتے ہیں جس سے ایک بار پھر میڈیا میں طوفان کھڑا ہو گیا ہے۔ اس حوالے سے ایک سوال بہت پریشان کن ہے کہ غیر ملک میں کرائے کے قاتلوں کو تشدد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ تشدد سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ غصہ اور انتقام بھی اس قتل کے اہم محرکات تھے۔ تحقیقات کے مکمل ہونے سے پہلے کوئی سنگین الزام لگانا انتہائی مکروہ فعل ہے۔ البتہ قتل کے کیس میں ہر تحقیق دو بنیادوں پر کی جاتی ہے۔ مقتول کی دشمنی کن لوگوں سے تھی اور مقتول کن لوگوں کے لیے پریشانی اور اضطراب کا باعث بنا ہوا تھا اور دوسرا اس قتل کا فائدہ کن لوگوں کو پہنچا۔ یہ بات بھی اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہے کہ وہ اپنے قتل سے چند ماہ پہلے پاکستان کے طاقتور ترین طبقہ پر شدید تنقید کر رہے تھے۔ پھر وہ ایک طویل عرصہ سے برسرِ اقتدار رہنے والی پاکستان کی ایک فیملی کی کرپشن کے ڈاکومنٹس جمع کر رہے تھے جسے وہ "Behind closed doors" نامی ایک ڈاکومنٹری جو کرپشن پر بن رہی ہے، اُس کا حصہ بنانا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی اُن کے قتل

کا کوئی محرک ہو سکتا ہے لیکن یہ سب کچھ تب ہی سامنے آ سکے گا جب کوئی غیر جانبدار کمیشن اس کی تحقیق کرے گا۔ لیکن اس کا کیا کریں کہ ماضی میں ہمارے ملک میں ان کمیشنوں کی رپورٹ کا جو حشر ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ بہرحال ہم دنیا کو بتا رہے ہیں کہ ہم اپنے ہم وطنوں سے ایسا شرم ناک سلوک کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ہم نے مذکورہ مصرعہ میں ''یوں دی'' کو ''کیوں دی'' اور ''حیران'' کو ''پریشان'' میں تبدیل کر کے شاعر اور شعر سے ظلم کا ارتکاب تو کیا ہے لیکن قارئین خود اندازہ کریں کہ اس آزادی کو ہم نے کیسے مادر پدر آزادی میں تبدیل کیا اور آزادی کا مطلب یہ سمجھا کہ جو من چاہے کرو نہ کسی کا حق پہچانو نہ کسی فرض کی فکر کرو، اندازہ کیجئے کہ سابق وزیراعظم اور ملک کے مقبول ترین لیڈر پر قاتلانہ حملہ ہوا لیکن FIR درج کروانا نہ اُس کے بس میں ہے نہ انتظامیہ کے، نہ سول حکمرانوں کے اور نہ عدلیہ کے۔ ایک ہفتہ گزر جانے کے باوجود اپنے احکامات سے FIR لکھوانے میں کامیاب ہوئی ہے۔ پھر بھی اعلیٰ عدلیہ آئین اور قانون کی حفاظت اور عملداری کی دعوے دار ہے۔ اعلیٰ عدلیہ آئین اور قانون کی کسٹوڈین ہے۔ لیکن نظریہ ضرورت کا بے دریغ استعمال بھی جاری ہے۔ ایک ادارہ جو قوت کا مرکز ومحور ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ پاکستان میں حقیقی قوت کا جنریٹر ہے۔ وہ روزانہ با آواز بلند کہتا ہے کہ مجھے سیاست میں نہ گھسیٹا جائے اور ہر روز نئی سیاسی چال بھی چلتا ہے۔ اقتدار کی سیڑھی پر چڑھاتا بھی ہے اور یہ سیڑھی نیچے سے کھینچ بھی لیتا ہے اور غیر سیاسی ہونے کا دعویٰ بھی وقفہ سے جاری ہے۔

دوسرے ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی عوامی مفادات کے تحفظ اور اُن کے لیے آواز اٹھانے کے لیے بے شمار NGO'S ہیں جو سماجی اور اصلاحی کام کرنے کی دعوے دار ہیں، لیکن ان کا کام selective ہے۔ ایک ہی مسئلہ پر کسی کے لیے آواز اٹھانا اور مدد کرنا اُن کے فرائض میں شامل ہے اور کسی سے مکمل طور پر صَرفِ نظر کرنا اُن کا طریقہ کار ہے۔ مذہبی طبقے کی اپنی آزادی ہے۔ ویسے تو جب قیام پاکستان کی جنگ لڑی جا رہی تھی تو اکثر مذہبی طبقات اس کی شدت سے مخالفت کر رہے تھے۔ حصولِ پاکستان کو ایک گناہ قرار دے رہے تھے اور قیامِ پاکستان کے بعد بھی اُن میں سے کچھ نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ہم اس گناہ میں شریک نہیں تھے۔ لیکن وہ اب دعوے دار ہیں کہ اصلاً تو یہ ہماری آزادی ہے۔ اس مذہبی طبقے کو اپنے اندر کی تفرقہ بازی اور انتشار سے ہی فرصت نہیں کہ وہ دوسری طرف توجہ دے۔ ہمارا صنعت کار اور تاجر جسے آزادی سے پہلے ہندو نے آگے نہیں آنے دیا تھا وہ اپنی تمام کمیاں اور کمزوریاں پوری کر رہا ہے الا ماشاء اللہ۔ یہ طبقہ "Dishonesty is the best policy" کے اصول پر عمل کر کے دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اور بلند شرح منافع کے عالمی ریکارڈ قائم کر رہا ہے۔ الا ماشاء اللہ وکیل اتنی زبردست آزادی حاصل کر چکے ہیں کہ احتجاج کرتے ہوئے ہسپتالوں میں داخل ہو جاتے ہیں اور مریضوں کو بے موت مار دیتے ہیں۔ وہ انگریز سے آزادی کی تحریک میں کیونکہ ہراوّل دستہ تھے لہٰذا یہ قانون کی عملداری اس آزادی سے چاہتے ہیں کہ قانون اُن کے سوا سب پر لاگو ہو۔

پاکستان کے تمام طبقات باآواز بلند کہہ رہے ہیں ''کیوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی پریشان۔'' کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ سب پاکستانیوں کا قصور نہیں بلکہ اُن کو آزادی دینے والوں کا قصور ہے؟ جب کسی نا اہل کو کوئی اہم ذمہ داری دے دی جائے یا کسی ایسی نعمت سے نواز دیا جائے جس کا وہ حق دار نہ ہو تو وہی کچھ ہوتا ہے جو آج کل پاکستان میں ہو رہا ہے۔ لیکن ٹریلین ڈالر سوال یہ ہے کہ ہم اپنی نا اہلی کو مقدر سمجھ کر قبول کر لیں؟ یا اسے ایسا غلاف اور پردہ سمجھیں جو دو صدیوں کی طویل غلامی نے ہم پر ڈال دیا تھا، جس کے ہم عادی نہ تھے جس سے ہم آشنا نہ تھے۔ اس غیر متوقع حادثہ نے ہم پر گہرا اثر چھوڑا اور ہم پر مایوسی کی ایک کیفیت طاری ہوگئی جو اب اپنے نتائج دے رہی ہے۔

ہماری رائے میں یہ سب کچھ ناگہانی آفت کی طرح ہم پر مسلط ہو گیا ہے۔ ہم اجتماعی طور پر ڈپریشن اور بددلی کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ مایوسی کو کفر قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دامن تھامنے اور حیاتِ نو کے لیے ازسرِ نو جدوجہد کا آغاز ہمیں اس صورتِ حال سے نکال سکتا ہے۔ ہم ایک ذہین اور باصلاحیت قوم ہیں جو چیلنج درپیش آنے کی صورت میں اپنی مردہ صلاحیتوں کو زندہ کر لیتی ہے۔ بھارت نے ایٹمی قوت بن کر ہمیں ڈرایا دھمکایا، اس چیلنج نے ہمیں ایٹمی قوت بنا دیا۔ گویا ہم میں صلاحیتیں ہیں جو نیم مردہ ہو چکی ہیں یا یوں کہہ لیں کہ انہیں زنگ لگ گیا ہے۔ اگر اس زنگ کو ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات سے صیقل کریں تو ہماری صلاحیتوں میں نکھار آ جائے گا اور ایک چمک پیدا ہو جائے گی پھر جب ہم آزادی کی نعمت کو صحیح طور پر استعمال میں لائیں گے تو سب کچھ پلٹ جائے گا۔ وہی صورتِ حال پیدا ہوگی جو بدلیاں ہٹ جانے سے چاند کی ہوتی ہے۔ ایک انقلاب آ جائے گا پھر ہوگی دنیا حیران!

مال سے متعلق پانچ قرآنی ہدایات

(سورۃ القصص کی آیات 76 اور 77 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 4 نومبر 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن حکیم کے 20ویں پارے کے 8ویں رکوع میں اللہ تعالیٰ نے قارون کا احوال بیان کیا ہے۔ قرآن حکیم بتاتا ہے کہ قارون بنی اسرائیل میں سے تھا البتہ اس نے فرعون سے تعلقات کو بڑھایا۔ حالانکہ فرعون نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا ہوا تھا اور ان پر مظالم ڈھا رہا تھا۔ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی بھی تھا۔ لیکن مال کی محبت انسان کو اپنوں سے تعلقات کشیدہ کرنے اور اپنوں کو نقصان پہنچانے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ چنانچہ اس نے فرعون سے تعلقات استوار کیے، قوم کا سودا کیا اور فرعون کے مظالم میں شریک رہا۔ اس طرح قارون مال کے فتنے میں مبتلا ہو گیا جس کا احوال اس سورت میں اس طرح بیان ہوا ہے:

﴿اِنَّ قَارُوۡنَ کَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰی فَبَغٰی عَلَیۡہِمۡ ۪ وَ اٰتَیۡنٰہُ مِنَ الۡکُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَۃِ اُولِی الۡقُوَّۃِ ٭﴾

’’یقیناً قارون موسیٰ ؑ کی قوم ہی سے تھا، لیکن اُس نے ان کے خلاف سرکشی کی، اور اُس کو ہم نے اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی چابیاں ایک طاقتور جماعت مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔‘‘

اس قدر مال و دولت کا عطا کیا جانا بھی بہت بڑی آزمائش تھی لیکن چونکہ وہ ایک مادہ پرست انسان تھا اس لیے کہنے لگا کہ یہ سارا کچھ میرے علم کی بنیاد پر مجھے دیا گیا۔ مادہ پرستی بھی ایک فتنہ ہے کہ انسان اپنے علم، اپنے قوت بازو اور اپنی صلاحیتوں کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے اور اللہ کی عطا پر اس کی توجہ مبذول نہیں رہ پاتی۔ قارون کی قوم نے اسے اس فتنہ سے خبردار کیا:

﴿اِذۡ قَالَ لَہٗ قَوۡمُہٗ لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡفَرِحِیۡنَ ﴿۷۶﴾﴾ ’’جب اس سے کہا اس کی قوم کے لوگوں نے کہ اِتراؤ مت، یقیناً اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ (القصص:76)

اگلی آیات میں بیان ہوا ہے کہ ایک دن قارون بڑے ٹھاٹھ باٹھ اور پروٹوکول سے نکلا، جب دنیا پرستوں نے اُسے دیکھا تو کہنے لگے کاش ہمیں بھی ایسا مال مل جاتا۔ البتہ جو آخرت کے طلبگار تھے تو وہ آخرت ہی کی بات کرتے تھے کیونکہ جن کو آخرت مطلوب ہوتی ہے وہ اللہ کے دین پر ہی راضی ہوتے ہیں اور حسد اور ہوس کا شکار نہیں ہوتے۔ بہرحال قارون کے اس تفاخر پر اس کی قوم کے دانا لوگوں نے اسے نصیحت کی کہ دنیا کے اس مال پر اتراؤ مت کیونکہ اس میں تمہارا کوئی کمال نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی عطا ہے، جو مل جائے اس پر اترانا اللہ کو پسند نہیں ہے۔ یہ اس کی قوم کی طرف سے اس کو ایک نصیحت تھی جس

مرتب: ابو ابراھیم

کو اللہ تعالیٰ نے مالداروں کی ہدایت کے لیے قرآن میں بیان فرمایا۔ اگلی آیت میں قارون کو چار مزید اہم ہدایات بھی دی گئیں جو کہ مالداروں کی رہنمائی کے لیے بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ فرمایا:

﴿وَ ابۡتَغِ فِیۡمَاۤ اٰتٰىکَ اللّٰہُ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ وَ لَا تَنۡسَ نَصِیۡبَکَ مِنَ الدُّنۡیَا وَ اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ وَ لَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۷۷﴾﴾

’’اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس سے دارِ آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو، اور مت بھولو تم دنیا سے اپنا حصہ، اور لوگوں کے ساتھ احسان کرو جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد مت مچاؤ، یقیناً اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘ (القصص:77)

آج ان شاء اللہ ہم اسی آیت کی روشنی میں ان چار ہدایات کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

پہلی ہدایت:

’’جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس سے دارِ آخرت حاصل کرنے کی کوشش کرو‘‘۔ یہ دنیا دارالعمل ہے، آخرت دارالجزاء ہے۔ آخرت کی تیاری کے لیے اس دنیا میں ہمیں بھیجا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ﴾ (الملک: 2) ’’جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔‘‘

سکول کے امتحان میں تین گھنٹے کے پیپر کے لیے پورا سال تیاری ہوتی ہے لیکن پھر بھی یہاں گنجائش ہے کہ ایک بار فیل ہو گیا تو دوسری مرتبہ امتحان دے سکتا ہے، لیکن دنیا کی زندگی میں اللہ نے ہمیں ایک بار ہی بھیجا ہے۔ یعنی Now or Never والی بات ہے۔ دوسرا موقع نہیں ملے گا۔ لہٰذا دنیا میں جو کچھ بھی اللہ نے عطا کیا ہے اس کو اللہ کی امانت سمجھے اور اس کو اس طریقے پر خرچ کرے جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔ یعنی پہلی بات یہ ہے کہ جو ہمارے پاس ہے وہ ہمارا نہیں ہے بلکہ اللہ کا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ﴾ (البقرۃ:284) ’’اللہ ہی کا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے۔‘‘

جب انسان اس حقیقت کو تسلیم کر لے کہ اس کی جان، مال اور جو کچھ بھی اسے عطا ہوا ہے وہ اللہ کا ہے تو اس سے سوچ، طرزِ عمل اور رویے میں فرق پڑے گا کیونکہ جب اللہ مالک ہے تو مرضی بھی اللہ کی چلے گی۔ میں تو صرف ٹرسٹی اور امین ہوں اور امین اپنی مرضی نہیں چلا سکتا،

البتہ جہاں میرے رب نے مجھے گنجائش دے دی وہاں میں اپنی مرضی سے جائز طریقے اور حدود کے اندر رہتے ہوئے خرچ کرسکتا ہوں۔ اپنی حلال کمائی پر مجھے زکوٰۃ لازماً دینا ہوگی، اس کے بعد اللہ کی راہ میں نفلی صدقات ہیں، دین کے اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنا ہے وہاں مجھے اختیار حاصل ہے کہ جتنا میں خرچ کرسکتا ہوں کروں۔
حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا تھا کہ اگر جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اونٹ کے ساتھ رسی بھی دیتے تھے اگر وہ بھی نہیں دیں گے تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ جو کچھ تمہیں عطا ہوا ہے وہ اللہ کا ہے تمہارا نہیں ہے لہٰذا یہ مال اللہ کے مقرر کردہ دائرہ کار اور اس کے رسول ﷺ کی متعین کردہ باؤنڈریز کے اندر رہ کر استعمال کرسکتے ہو۔ اس حوالے سے جوابدہی کا تصور بھی مدنظر رہے۔ جامع ترمذی کی حدیث میں ذکر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بندے کے قدم اللہ کی عدالت سے ہل نہیں سکیں جب تک وہ پانچ سوالوں کے جواب نہ دے دے کہ اپنی عمر کہاں گزاری؟ جوانی کن کاموں میں خرچ کی؟ مال کہاں سے کمایا؟ اور کہاں پر خرچ کیا؟ اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ (ترمذی)
اس جوابدہی کے لیے پہلی اور لازم شرط یہ ہے کہ رزق حلال کمایا جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مال حرام سے پلا ہوا جسم جہنم کا مستحق ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بندہ دس درہم کا لباس پہنتا ہے اگر اس میں ایک درہم حرام کا ہے تو جب تک پہنا رہے گا اس کی عبادت قبول نہیں ہوگی۔ پھر دوسری شرط یہ ہے کہ خرچ بھی جائز اور حلال کاموں میں ہوتا کہ آخرت میں جمع ہو سکے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دنیا میں مال کیا جمع کرنا جہاں چوری اور مال کی خرابی کا اندیشہ ہے اگر جمع کرنا ہے تو آخرت میں جمع کرو جہاں نہ چوری کا اندیشہ ہے اور نہ خرابی کا۔ پھر اللہ نے ہمیں روپے پیسے کے علاوہ بھی نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں۔ اولاد، بولنا، سوچنا، لکھنا، ڈیبیٹ وغیرہ یہ ساری صلاحیتیں اللہ نے دی ہیں، ان سب چیزوں کو بندہ آخرت کی تیاری کے لیے استعمال میں لے آئے۔

دوسری ہدایت:

''اور مت بھولو تم دنیا سے اپنا حصہ''۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ قارون جتنا مالدار تھا اُتنا ہی کنجوس اور بخیل تھا۔ اسے جمع کرنے کا بڑا شوق تھا اور جائز حاجات پر بھی کنجوسی اس میں پائی جاتی تھی۔ یہ طرزِ عمل بھی کفرانِ نعمت میں شمار ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝۱۱﴾ (الضحیٰ) ''اور اپنے رب کی نعمت کا بیان کریں۔''
حدیث رسول ﷺ کا مفہوم ہے کہ اگر اللہ نے بندے کو نعمت عطا کی ہو تو اللہ چاہتا ہے کہ بندہ اس کا استعمال کرے اور اس کا ذکر بھی کردے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ البتہ اس میں دکھاوا اور تکبر کا عنصر شامل نہ ہو کیونکہ تکبر انسان کو مروا دیتا ہے۔ لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ اللہ نے نعمتیں دے رکھی ہوں اور لوگ اس کو بھکاری سمجھ کر بھیک دے رہے ہوں۔ اللہ نے ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے تو ہمارے لیے یہاں وسائل بھی پیدا کیے ہیں، ان کو جائز تصرف میں لانا فطری تقاضا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:
﴿وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ﴾ (الجاثیہ:13) ''اور اُس نے مسخر کردیا تمہارے لیے اپنی طرف سے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ۔''
اسی لیے اپنی جائز حاجات کی خاطر محنت کرنا ایک فریضہ قرار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة))
کسب حلال کی کوشش کرنا بھی ایک فریضہ ہے مگر اس سے پہلے دینی فرائض کی ادائیگی بھی لازم ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج بھی فرائض میں شامل ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر اقامت دین کی جدوجہد کرنا بھی فرض ہے۔ یعنی تمام دینی فرائض کا تصور بھی ہمارے ذہن میں رہے۔ معاش کے فریضہ میں اگر کوئی کمی یا سمجھوتہ کرنا پڑ جائے تو کرلو لیکن دینی فرائض میں کسی سمجھوتہ یا کمی کی گنجائش نہیں ہے۔

پریس ریلیز 11 نومبر 2022ء

مملکتِ خداداد پاکستان میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینے والی فلم کی نمائش روکی جائے

شجاع الدین شیخ

مملکتِ خداداد پاکستان میں ہم جنس پرستی کو فروغ دینے والی فلم کی نمائش روکی جائے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ امیر تنظیم نے سخت غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک پاکستان میں LGBTQ+ کا غلیظ ایجنڈا نافذ کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے اور اس کے لیے بدنام زمانہ ٹرانس جینڈر ایکٹ 2018ء کا سہارا لیا جارہا ہے۔ ''صنف'' کو بنیاد بنا کر ذاتی احساسات، خواہشات اور میلان طبع کا بیہودہ عذر تراشا گیا ہے تاکہ ہم جنس پرستی اور جنسی آوارگی کو فروغ دیا جائے۔ اُنہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ ہم جنس پرستی پر مبنی فلم ''جوائے لینڈ'' کی نمائش کے لیے سینسر بورڈ نے اجازت دے دی اور موجودہ حکومت جس میں ایک اہم مذہبی جماعت بھی شامل ہے اُس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اُنہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر اس فلم کی نمائش پر پابندی لگائی جائے۔ فلمیں اور ڈرامے عمومی طور پر بے حیائی، فحاشی اور عریانی کو پھیلانے کا ایک بنیادی ذریعہ ہیں لہٰذا ایک اسلامی نظریاتی ریاست میں ان کی نمائش کی قطعی طور پر اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ وقت آگیا ہے کہ تمام دینی جماعتیں اور عوام الناس ٹرانس جینڈر قانون کے خاتمے کے لیے بھرپور آواز بلند کریں اور حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ اس خلافِ اسلام قانون کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ علاوہ ازیں ٹرانس جینڈر قانون کی آڑ میں اب تک جتنے غیر اسلامی اقدامات کیے جاچکے ہیں ان سب کو واپس لیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی اِسی میں مضمر ہے کہ ہم اسلام کے عادلانہ نظام کو مکمل طور پر مملکتِ خداداد پاکستان میں نافذ کریں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے، اس کو آرام دو، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اس کو وقت دو۔ تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے، تمہارے جسم کا بھی حق ہے، یہ تمام حقوق بھی ادا کرو اور اس کے لیے جائز نعمتوں کو استعمال میں لاؤ۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ دین کہتا ہے تبذیر نہ کرو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝٢٦﴾ (بنی اسرائیل) ''اور فضول میں مال مت اڑاؤ۔''

یعنی حرام اور ناجائز میں خرچ نہ کرو۔ پھر دین اسراف سے بھی منع کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ﴾ (اعراف:31) ''اور اسراف نہ کرو۔''

کسی بھی نعمت کو ضرورت کی حد تک استعمال کرو مگر ضرورت سے زائد کا معاملہ نہ ہو۔ اسراف اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اسی طرح دین نے رہبانیت سے بھی منع کیا ہے کیونکہ اس میں جائز حاجات بھی ترک کر دی جاتی ہیں اور حقوق العباد سے دوری پیدا ہوتی ہے۔ دین میں اعتدال کی بھی تعلیم ہے، اسراف اور تبذیر سے بچنے کا بھی تقاضا ہے۔ البتہ حلال کمانا اور اس کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا فریضہ قرار دیا گیا۔ ہمارا کتنا پیارا دین ہے کہ اپنے ماں باپ، دادا دادی، اولاد اور بیوی کو زکوۃ دینے کی اجازت نہیں ہے بلکہ ان پر خرچ کرنے کو فریضہ قرار دیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو۔ اسی طرح حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لقمہ جو تم ماں باپ کو کھلاؤ، وہ لقمہ جو تم بیوی کو کھلاؤ، وہ لقمہ جو تم اولاد کو کھلاؤ اور وہ مال جو تم اس لیے کماؤ کہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے صدقہ ہے۔ یعنی اس پر ثواب ملے گا۔

تیسری ہدایت

''اور لوگوں کے ساتھ احسان کرو، جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے''۔ یعنی اللہ نے جو تمہیں نعمت عطا کی ہے اور تم پر احسان کیا ہے اس کا شکرانہ یہ ہے کہ تم بھی لوگوں کے کام آنے کی کوشش کرو۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((خیر الناس من ینفع الناس))

''لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ خیر والا اور بھلائی والا ہو۔''

اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ''قیامت کے دن اللہ بندے سے فرمائے گا اے میرے بندے! میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھلایا نہیں، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پلایا نہیں، میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ عرض کرے گا: یارب تو تو رب العالمین ہے، تجھے بھوک، پیاس، بیماری سے کیا واسطہ؟ اللہ فرمائے گا: میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، پیاسا تھا، بیمار تھا اگر تو نے اس کو کھلایا ہوتا، اس کو پلایا ہوتا، اس کو لباس دیا ہوتا اور اس کی عیادت کی ہوتی تو مجھ سے اجر پالیتا۔ یہ خدمت خلق ہے جس کو اللہ نے اپنی رضا کے ساتھ جوڑا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 26 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝٢٦﴾ (بنی اسرائیل)

''اور حق ادا کرو قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کا اور فضول میں مال مت اڑاؤ۔''

یعنی اگر تمہارے پاس مال ہے جس سے تمہاری حاجت پوری ہو رہی ہے اور اسی مال سے تم اپنے کسی رشتہ دار، دوست عزیز کو کچھ دیتے ہو تو احسان نہیں کر رہے ہو بلکہ اس کا حق ادا کر رہے ہو۔ عطا تو اللہ کی ہے، کسی کو زیادہ دے کر اور کسی کو کم دے کر اللہ امتحان لے رہا ہے، تو تم جو اس کو دو گے احسان نہیں کرو گے بلکہ یہ تمہارا اخلاقی فرض ہے اور اس کا حق ہے جو تم ادا کر رہے ہو اور یہ ادا کر لینے کے بعد تم اپنے آپ کو کچھ سمجھ مت لینا کہ تم نے کوئی تیر مارا ہے کیونکہ اس کا حق اللہ نے تمہارے مال میں رکھ دیا اور تمہارا امتحان لے لیا کہ تم اپنا اخلاقی فریضہ ادا کر کے اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہو یا نہیں۔ اگر یہ اقدار ہمارے معاشرے میں عام ہو جائیں تو لوگوں کو اپنا حق مانگنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

چوتھی ہدایت

''اور زمین میں فساد مت مچاؤ، یقیناً اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ سورۃ بنی اسرائیل کے درس میں اس کی وضاحت کرتے تھے کہ جب مال بے جا اڑایا جاتا ہے تو معاشرے میں انتشار اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کا نظام ہے۔ اللہ نے کچھ خاندانوں کو مال زیادہ دیا کچھ کو کم دیا۔ اب مالدار خاندان اپنا مال شادی بیاہ، سیر سپاٹے، اللے تللوں اور عیاشیوں میں بے تحاشا اڑائیں گے تو ان کے وہ رشتہ دار جو مالی اعتبار سے ذرا کمزور ہیں اور ان کے ملازمین احساس محرومی کا شکار ہوں گے۔ دوسرا سوچے گا اس نے اپنی بیٹی کی شادی پر اتنا خرچ کیا ہے تو میری بھی بیٹی ہے، اس کے بھی جذبات ہیں لہٰذا اُس سے بڑھ کر خرچ کرنے کے چکر میں لوٹ کھسوٹ، چوری، رشوت، کرپشن اور ظلم کا راستہ ہموار ہوگا۔ اس طرح انتشار مال کے بے جا اڑانے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اگر موسمی پھل لے کر آؤ تو اپنے پڑوسی کے ہاں بھی بھجوا دو ورنہ یہ احتیاط تو کر لو کہ اس کے چھلکے اس طرح نہ پھینکو کہ اس کے بچے دیکھ کر احساس محرومی کا شکار ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کے جذبات کا احساس رکھنے کی اتنی تلقین ہمیں عطا فرمائی ہے۔ قرآن حکیم ایک اور پہلو سے بھی فساد کا ذکر کرتا ہے جو سب سے بڑا فساد ہے اور قارون اس کا ایک سمبل تھا کیونکہ فرعون نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا اور وہ موسیٰ علیہ السلام جو اللہ کی حاکمیت کی بات کرتے تھے، جو توحید کے عملی تقاضوں کی بات کرتے تھے ان کی دعوت میں فرعون سب سے بڑی رکاوٹ بن رہا تھا۔ فرعون کی اس ساری پلاننگ جو دعوت حق کو روکنے کے لیے تھی اس کے حمایتیوں میں قارون بھی شامل تھا۔ لہٰذا مال اور دنیوی مفادات کی لالچ اس انداز سے بھی فساد کا باعث ہوا کرتی ہے۔ فساد یہ بھی ہے کہ اللہ کی حاکمیت کے مقابلے میں کوئی اپنی حاکمیت کا دعویٰ کرے۔ فساد یہ بھی ہے کہ اللہ کے قانون کے مقابلے میں مخلوق کے قانون کی بات کی جائے۔ فساد یہ بھی ہے کہ اللہ کی طرف بلایا جاتا ہو، اللہ کی زمین پر اللہ کی بندگی کی بات کی جاتی ہو، اللہ کی زمین پر اللہ کی شریعت کے احکام کے نفاذ کی بات کی جاتی ہو اور اس میں کوئی رکاوٹیں ڈالے تو وہ سب سے بڑا فسادی ہے۔ یہ فساد آج ہم اپنے معاشروں میں دیکھ رہے ہیں۔ شریعت کا نفاذ تو دور کی بات جو ملک ہم 75 سال سے اسلام کے نام پر حاصل کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اب اسی ملک میں دھڑلے کے ساتھ ایسے قوانین بنائے جا رہے ہیں جو شریعت کی کھلی خلاف ورزی پر مشتمل ہیں۔ سود کا دھندا ختم کرنے، بے حیائی کے طوفان کو روکنے کو حکومت تیار نہیں۔ یہ محض دنیوی مفادات کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ بہر حال ایک فساد وہ ہے جو مال کے بے جا اڑانے اور غلط استعمال سے پیدا ہوتا ہے اور ایک فساد وہ ہے جو اللہ کے رسول کے مشن، اللہ کی اطاعت، اللہ کی عبادت، اللہ کے قانون اور اللہ کی شریعت کی راہ میں روڑے اٹکانے کے لیے ڈالا جائے اس فساد سے بھی دین منع کرتا ہے۔

یہ پانچ ہدایات آج کے مطالعہ میں ہمارے سامنے آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسول ﷺ ممکن ہے؟ (2)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

اطاعتِ رسولؐ کے چار گوشے

اس بنیادی بات کے بعد اب ہم تجزیہ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے دوران آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی رحلت کے بعد آپؐ کی اطاعت میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے نوٹ کر لیجیے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے چار گوشے ہیں:

(1) عبادات اور طریقہ عبادات میں اطاعت: قرآن مجید میں بار بار نماز کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ نماز کیسے ادا کرنی ہے، اس کا طریقہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتلایا ہے۔ اسی طرح قرآن میں حج کا حکم آیا: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ﴾ (آل عمران: 97) ''اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر کہ وہ حج کریں اُس کے گھر کا، جو بھی استطاعت رکھتا ہو اس کی طرف سفر کی'' ------ اور حج کے مناسک حضور اکرم ﷺ نے بتلائے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ بار بار فرماتے تھے: ((یَا اَیُّھَا النَّاسُ خُذُوْا مَنَاسِکَکُمْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ عَامِیْ ھٰذَا)) (سنن الترمذی) ''اے لوگو! اپنے مناسک مجھ سے سیکھ لو اس لیے کہ اس سال کے بعد شاید میں حج نہ کر سکوں'' ------ حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج کیا ہے۔ جب آپ ﷺ مکہ میں مقیم تھے تو آپؐ نے یقیناً حج کیے ہوں گے، لیکن ہجرت اور حج کا حکم آجانے کے بعد آپؐ نے ایک ہی حج کیا۔ اس لیے کہ پہلے مکہ پر مشرکین کا اقتدار تھا، وہ تو صلح حدیبیہ کے ایک سال بعد عمرے کی نوبت آئی تو رسول اللہ ﷺ نے 7 ہجری میں پہلی مرتبہ عمرہ کیا۔ 8 ہجری میں اگرچہ مکہ فتح ہو گیا تھا، لیکن حضور ﷺ نے اس سال حج نہیں کیا۔ پھر 9 ہجری میں بھی آپؐ خود حج کے لیے نہیں گئے بلکہ آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیر امارت ایک جماعت حج کے لیے بھیج دی۔ اس کے بعد 10 ہجری میں آپ ﷺ نے پورے جزیرہ نمائے عرب میں اعلان کرا دیا کہ میں اس سال حج کے لیے جا رہا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ اس سال حج کے موقع پر تقریباً سوا لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس موقع پر آپ ﷺ بار بار فرما رہے تھے کہ مجھ سے اچھی طرح مناسکِ حج سیکھ لو اس لیے کہ میرا فرضِ منصبی بہت حد تک ادا ہو چکا ہے اور اب مجھے اللہ کی طرف لوٹنا ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم میں صرف زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم مذکور ہے، جبکہ زکوٰۃ کی مقدار کیا ہے؟ اس کا نصاب کیا ہے؟ کم سے کم کتنی مقدار پر اور کن کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے؟ یہ سب تفصیلات رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دی ہیں------ الغرض حضور ﷺ کی اطاعت کا پہلا دائرہ عبادات کے ضمن میں ہے، جن کا تاکیدی حکم قرآن میں آیا ہے اور ان کی تفصیل محمد رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمائی ہے۔ اس کی بلا چون و چرا پیروی کرنا گویا پہلا کام ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذمہ تھا اور یہ اطاعت آج بھی اسی طرح ہم پر فرض ہے اور اطاعت کا یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

(2) احکامِ شریعت میں اطاعت: حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کا دوسرا گوشہ احکامِ شریعت سے متعلق ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے احکام آئے ہیں اور حضور ﷺ نے ان میں کچھ اضافہ بھی کیا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام قرار دیا گیا ہے: ﴿وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (النساء: 23) ''اور یہ (بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے) کہ تم بیک وقت دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرو''۔ جبکہ حضور ﷺ نے اس ضمن میں مزید فرمایا کہ پھوپھی اور بھتیجی، نیز خالہ اور بھانجی کو بھی بیک وقت نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔ اسی طرح سود کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا گیا ہے: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ﴾ (البقرۃ: 275) ''اور اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام ٹھہرایا ہے''، لیکن سود کن کن چیزوں میں ہے اور کس جگہ پر اس کا اطلاق ہو گا، اور اس کے علاوہ دیگر بہت سی وضاحتیں رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہیں۔

اسی طرح سزاؤں کا معاملہ ہے۔ قرآن مجید میں چوری کے حوالے سے یہ حکم آ گیا: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا ...﴾ (المائدۃ: 38) ''چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دو.....''۔ اس ضمن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی نے ایک پیسہ بھی چرا لیا یا کسی نے مالِ مشترک میں چوری کر لی تو کیا اس پر بھی یہ حکم نافذ ہو گا یا نہیں؟ یہ ساری تشریحات اور تفصیلات نبی اکرم ﷺ نے دی ہیں۔ یہ تو معاشرت و معیشت کے حوالے سے چند ایک مثالیں میں نے بیان کی ہیں، ورنہ ہماری زندگی کے اور بھی بہت سے دائروں کے ضمن میں حضور اکرم ﷺ نے تفصیلات بیان کی ہیں، جنہیں قانونِ شریعت یا احکامِ شریعت کہتے ہیں۔ ان کی پیروی جیسے آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں صحابہ کرامؓ پر لازم تھی اسی طرح آج بھی ان کی پیروی جوں کی توں ہم سب مسلمانوں پر لازم ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی اطاعت ان دو دائروں (یعنی عبادات اور احکامِ شریعت) میں آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں بھی تھی اور آج بھی جوں کی توں ہے۔ لہٰذا آج ہمارے لیے عبادات کے ضمن میں وہی طریقہ معتبر ہو گا جو کتاب اللہ اور سُنّت رسول ﷺ پر مبنی ہو اور اسی طرح شریعت کے احکام بھی کتاب و سُنّت ہی سے ماخوذ ہوں گے۔ اگر مرورِ ایام سے کوئی نئی صورت پیدا ہو گی تو اس کے لیے بھی کتاب و سُنّت کی بنیاد پر اجتہاد کیا جائے گا، ان سے ماوراء ہو کر کیا جانے والا اجتہاد قابلِ قبول نہیں ہو گا۔

(3) مقدمات و نزاعات میں آپؐ کو حَکم ماننا: قبل ازیں بیان کردہ اطاعت رسول کے دو گوشے تو وہ ہیں جو جیسے آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں تھے، ویسے ہی آج ہیں، البتہ دو گوشے ان کے علاوہ ایسے ہیں جن کا حضور اکرم ﷺ کی حیات میں جو معاملہ تھا، آج براہِ راست ہمارا وہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے مابین جو بھی نزاع اور جھگڑا ہو اس میں حَکم (فیصلہ کرنے والے) رسول اللہ ﷺ کو مانا جائے۔ اس بارے میں سورۃ النساء میں فرمایا گیا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا

قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۶۵﴾

''پس نہیں! آپ کے رب کی قسم! یہ ہرگز مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ آپ کو حکم نہ بنائیں ان تمام معاملات میں جو ان کے مابین پیدا ہو جائیں' پھر جو کچھ آپ فیصلہ کر دیں اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں' اور سرِتسلیم خم کریں جیسے کہ سرِتسلیم خم کرنے کا حق ہے۔''

یعنی ایک تو رسول اللہ ﷺ کو حکم مانیں اور پھر آپ کے کیے گئے فیصلے پر نہ صرف راضی ہوں' بلکہ دل میں بھی اس کے خلاف کوئی ردِعمل نہ ہو کہ آپ ﷺ نے یہ کیا فیصلہ کر دیا! یہ طرزِعمل ہی مکمل اطاعت ہے۔ جبکہ ایک صورت یہ ہے کہ آپؐ کا فیصلہ مان تو لیا' لیکن دل میں کہیں میل ہے کہ یہ فیصلہ ٹھیک نہیں ہوا اور حضور ﷺ نے میری بات صحیح طور پر سنی نہیں۔ معاذ اللہ' ثم معاذ اللہ! ایسا شخص تو کوئی منافق ہی ہو سکتا تھا جو یہ سوچے کہ آپؐ نے کوئی جانبداری کا معاملہ کیا ہے اور میری حق تلفی کی ہے۔ چنانچہ یہاں تک فرما دیا گیا کہ حضور ﷺ کے فیصلے پر اگر دل میں ذرا سا تنگی کا احساس بھی پیدا ہو گیا تو بھی ایمان کے لالے پڑ جائیں گے' کجا یہ کہ حضور ﷺ کے بارے میں جانبداری یا ناانصافی کا شک پیدا ہو جائے!

ظاہر بات ہے کہ حضور ﷺ جب تک مسلمانوں کے اندر موجود تھے تو آپؐ ہی قاضی القضاۃ تھے' مقدمات آپؐ ہی کے پاس جاتے تھے اور آپؐ ہی ان کے فیصلے کرتے تھے۔ لیکن آپؐ کی وفات کے بعد اب یہ معاملہ اس انداز میں موجود نہیں کہ میرا اور آپ کا کوئی جھگڑا ہو اور میں اُسے حضور ﷺ کی عدالت میں لے جاؤں۔ یہ سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے۔

(4) غلبۂ دین کی جدوجہد میں آپؐ کا حکم بجالانا: اسی طرح کا معاملہ دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں آپؐ کے حکم کو بجالانے کا ہے --- دین اسلام کو پورے عالم پر غالب کرنے کے لیے حضور ﷺ بھیجے گئے تھے: ﴿هُوَ الَّذِيۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ﴾ (الفتح:28) ''وہی تو ہے (اللہ) جس نے اپنے رسول کو ہدایت کاملہ اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو پورے نظامِ زندگی پر غالب کرے''--- یہ مقصدِ بعثتِ محمدیؐ ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے آپؐ نے جنگیں بھی لڑیں اور مہمات بھی روانہ کیں۔ چونکہ اُس وقت آپ ہی سپہ سالار تھے' لہٰذا آپؐ اپنے صحابہ کرام ؓ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور جہاد کے لیے نکلنے کا بھی خود حکم دیتے تھے اور جنگی حکمت عملی کے بارے میں ہدایات بھی خود ارشاد فرماتے تھے۔

غور کیجیے کہ دین الٰہی کو غالب کرنے کی یہ جدوجہد قانوناً شریعت کا مسئلہ نہیں ہے' لیکن یہ جدوجُہد --- جس میں اُحد اور حنین کے معرکے بھی آئے' جس میں حضور اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک بھی شہید ہوئے' جس میں حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دوران سینکڑوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جامِ شہادت بھی نوش فرمایا --- اس میں حضور ﷺ کا ہر حکم صحابہ کرام ؓ کے لیے واجب الاطاعت تھا۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نکلو اللہ کی راہ میں اور کسی نے اس حکم کو نہیں مانا تو اُس نے اللہ کے رسول کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ لیکن اطاعت کا یہ معاملہ حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے ساتھ تھا' جبکہ آج حضور ﷺ بنفسِ نفیس ہم میں موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا آج کے دور میں اگر دین کو غالب کرنے کی جدوجہد ہوگی تو اس میں اطاعت کس کی ہوگی؟

بہرحال وفات النبی ﷺ کے بعد دو معاملات میں ہمارے اور اللہ کے رسول ﷺ کے مابین ایک خلا پیدا ہو گیا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ آپؐ کے وصال کے بعد عدالتی نظام کون سا ہوگا اور ہمارے تنازعات میں حکم کون بنے گا؟ اس لیے کہ حضور ﷺ بنفسِ نفیس تو ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں کہ ہم اپنے مقدمات ان کی عدالت میں لے جائیں اور ان کو حکم بنائیں۔ دوسری بات یہ کہ دینِ الٰہی کو غالب کرنے کی جدوجہد کس کی امارت اور قیادت میں ہوگی اور اگر کسی موقع پر جنگ کا مرحلہ پیش آ گیا تو کون سپہ سالار بن کر حکم دے گا کہ آگے بڑھ کر حملہ کرو! کون حکم دے گا کہ پچاس تیر انداز اس دَرّے پر بیٹھے رہیں! اُس وقت تو یہ سارے احکام براہِ راست محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے صادر ہو رہے تھے' لیکن آج کے دور میں ظاہری بات ہے کہ اس اعتبار سے بھی ایک خلا ہے۔ (جاری ہے)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(27 تا 31 اکتوبر 2022ء)

جمعرات (27-اکتوبر) کو مرکزی عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (28-اکتوبر) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (29-اکتوبر) کی دوپہر حلقہ بلوچستان کے دورہ کے لیے نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان کے ہمراہ کوئٹہ پہنچے۔ امیر حلقہ کی رہائش گاہ پر قیام کیا۔ شام بعد نمازِ مغرب بروری روڈ مغربی بائی پاس کوئٹہ کی جامع مسجد میں ''رسول اللہ ﷺ سے ہمارا تعلق'' کے موضوع پر درسِ قرآن دیا' جس میں رفقاء واحباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ امام صاحب نے مسجد اور لائبریری کا تفصیلی دورہ کروایا اور عشائیہ میں بھی شرکت کی۔

اتوار (30-اکتوبر) کی صبح 11:00 بجے پریس کلب کوئٹہ میں ''نبی اکرم ﷺ کا مقصد بعثت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر اجتماع عام سے خطاب فرمایا' جس میں رفقاء واحباب نے بھرپور شرکت کی۔ بعدازاں امیر حلقہ کی رہائش گاہ پر نماز اور ظہرانہ کے بعد رفقاء کے ساتھ تعارف اور سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ مبتدی وملتزم رفقاء نے بیعت مسنونہ کی۔ پھر حلقہ کی شوریٰ سے مختصر تعارف کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد نماز مغرب مقامی امیر کوئٹہ جنوبی کی رہائش گاہ پر علماء کرام سے نشست اور گفتگو رہی۔ علماء کرام نے اپنے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ آخر میں عشائیہ میں بھی شرکت کی۔

سوموار (31-اکتوبر) کی صبح کوئٹہ کے مبتدی رفیق بلال جوگزائی کے گھر پر ناشتہ میں شرکت کی۔ اس موقع پر تنظیمی امور پر گفتگو ہوئی۔ بعدازاں ایک بزرگ ساتھی محمد سلمان قیوم صاحب کے گھر جا کر ان کی عیادت کی۔ گوادر سے ایک ماہی گیر اور ایک نوجوان (پنجگور سے تعلق ہے) سے ملاقاتیں کیں۔ واپسی پر عبدالسلام عمر صاحب کے والد کی عیادت کی۔ دوپہر 12 بجے کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔ اس موقع پر نائب ناظم اعلیٰ اور امیر حلقہ ہمراہ رہے۔

بعدازاں کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

انتخابات میں جتنی تاخیر ہوگی اتنا ہی عمران خان کو فائدہ پہنچے گا کیونکہ معاشی صورتحال چار پانچ سال سے پہلے درست ہو ہی نہیں سکتی: ایوب بیگ مرزا

حکومت چاہتی ہے کہ وہ پہلے عوام کو کچھ ریلیف دے کر اس کی حمایت حاصل کر لے اس کے بعد الیکشن کروائے: عامر خاکوانی

تمام انقلاب دوست جماعتوں کو مل کر نظام کو بدلنے کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے: قیوم نظامی

پی ٹی آئی کا لانگ مارچ اور ممکنہ نتائج کے موضوع پر (ریکارڈنگ: بدھ 26 اکتوبر 2022ء)

میزبان: وسیم احمد

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: سابق وزیر اعظم عمران خان کا مطالبہ ہے کہ فوری طور پر الیکشن کروائے جائیں جبکہ حکومت کا اصرار ہے کہ الیکشن وقت پر ہی ہوں گے۔ اس سیاسی کشیدگی کی وجہ سے ملک اس وقت ایک انتشار کی سی کیفیت میں ہے۔ اس کیفیت سے نکلنے کا حل کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں دو باتیں ہیں۔ پہلی بات حکومت کی طرف سے کہی جا رہی کہ سیلاب کی وجہ سے بہت تباہی ہوئی ہے اس لیے ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ انتخابات کروا سکیں۔ میرے خیال میں یہ بات درست نہیں ہے۔ ایران اور عراق کی جنگ جاری تھی، یعنی توپیں بھی چل رہی تھیں اور ہوائی حملے بھی ہو رہے تھے اور اسی دوران ایران میں الیکشن ہوئے تھے۔ پھر دوسری جنگ عظیم کے خاتمے پر برطانیہ فاتح ہونے کے باوجود بری طرح اُدھڑ گیا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے الیکشن کرا دیے اور چرچل ہار گیا۔ پھر پاکستان میں جب کورونا وائرس کی وجہ سے پورا ملک بند ہو گیا تو اُس وقت موجودہ حکومت اپوزیشن میں تھی اور بلاول بھٹو سمیت اُس اپوزیشن کے رہنماؤں کی طرف سے بیانات آ رہے تھے کہ فوراً الیکشن کرائے جائیں۔ لہٰذا اس جواز کو دل قبول نہیں کرتا کہ سیلاب کی وجہ سے الیکشن مؤخر کیا جائے۔ پھر یہ کہ الیکشن آج اناؤنس ہو جائیں تو تین ماہ بعد ہوں گے۔ ویسے بھی سیلاب متاثرین کی بحالی کا معاملہ سالوں تک چلتا رہے گا۔ البتہ ان کی دوسری بات میں کچھ وزن ہے کہ ہم الیکشن وقت سے پہلے کیوں کروائیں۔ ہمارے پاس ابھی مہلت ہے، آئین ہمیں مدت دیتا ہے۔ لیکن دوسری طرف اپوزیشن کہہ رہی ہے کہ ہمیں مدت پوری کرنے سے پہلے ایک مبینہ غیر ملکی مداخلت اور غیر آئینی طریقے سے نکالا گیا ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ غیر آئینی اس وجہ سے کہہ رہے ہیں کہ کس آئین میں لکھا کہ بندے پکڑ کر زبردستی اسٹیبلشمنٹ کے ذریعے سندھ ہاؤس میں بند کر دو اور پھر ان کو ہوٹل میں لے جاؤ لہٰذا اگر ہمیں وقت سے پہلے نکالا گیا ہے تو اب انتخابات کا انعقاد ضروری ہے۔ بہرحال دونوں طرف کے دلائل میں وزن ہے۔ بہرحال اگر ہم نے جمہوریت کو بطور طرز حکومت اپنا ہی لیا ہے تو اس میں دیکھا یہ گیا ہے کہ دنیا بھر میں اکثر وقفہ وقفہ سے جہاں انتخابات ہوتے رہتے ہیں اس کا ان کو فائدہ ہوتا ہے نقصان نہیں ہوتا۔ جبکہ ہم نے الیکشن نہ کروا کر اپنے ملک میں بہت نقصان کیا ہے۔ جیسے ضیاء الحق نے الیکشن ملتوی کرانے کے لیے کیسے کیسے عذر تراشے، جس کا بڑا نقصان ہوا۔ اسی طرح ہم نے الیکشن کروا کر اس کے نتائج کو تسلیم نہ کیا تو اس کا بھی بہت بڑا نقصان ہوا۔ پہلی بات یہ ہے کہ 1947ء سے 1956ء تک ہمارا آئین ہی نہیں بنا تو الیکشن کہاں ہوتے۔ 1970ء میں ہم نے پہلے الیکشن کروائے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے دونوں فریقین کے پاس دلائل ہیں لیکن ہرگز سیلاب کو وجہ تاخیر نہیں بنانا چاہیے۔

سوال: عمران خان اپنے لانگ مارچ میں واحد مطالبہ یہ کر رہے ہیں کہ مجھے جلد از جلد الیکشن کی تاریخ دیں۔ کیا اس سارے لانگ مارچ کا مقصد صرف الیکشن کی تاریخ لینا ہے یا اس کے پس پردہ کچھ اور مقاصد بھی ہیں؟

قیوم نظامی: پاکستان کی سیاسی اور پارلیمانی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ لوگوں کو بتانے کے لیے کچھ اور ہوتا ہے اور پس پردہ مقاصد کچھ دوسرے ہوتے ہیں۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں سائنٹیفک انداز میں as such جمہوریت ہے ہی نہیں۔ جس طرح کی علامہ اقبال نے ابلیس کی مجلس شوریٰ نظم لکھی تھی اور انہوں نے جو جمہوریت کی منظر کشی کی تھی وہی آج ساری چل رہی ہے۔ جس میں لوگ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مذاکرات نہیں کرتے لیکن پھر آڈیو ویڈیو باہر آجاتی ہیں۔ یہ ایک تماشا ہے اور جمہوری اصولوں کے مطابق سیاست نہیں چل رہی۔ عمران خان جو کہہ رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ ٹھیک ہے کہ الیکشن جلدی ہو جائیں کیونکہ ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ اگر تاخیر ہوئی تو ان کی مقبولیت کا گراف نیچے بھی آسکتا ہے۔ یہ پاکستان کا حیران کن واقعہ ہے کہ ایک وزیر اعظم جب اپنے اقتدار میں تھا تو وہ پنجاب میں اپنی نشستیں ہار رہا تھا لیکن پھر یکدم ایک معجزہ ہوا اور سب لوگ حیران ہیں کہ اس کی مقبولیت کیسے بڑھ گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ عمران خان کو جلدی الیکشن پر بہت زیادہ زور نہیں دینا چاہیے اور عوام کو اس حد تک نہیں پہنچانا چاہیے کہ خدانخواستہ کوئی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے جو قابو میں نہ رہے۔ کیونکہ اس وقت اسلام آباد کی ایک یونیک پوزیشن ہے کہ پنجاب، کے پی کے، آزاد کشمیر، گلگت میں حکومت عمران خان کی ہے اور وہاں سے قافلے راولپنڈی آسکتے ہیں اور ان کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اگر یہ راولپنڈی میں دو لاکھ بندہ اکٹھا کر لیتے ہیں تو وہاں کوئی بھی امکانی

صورت حال سامنے آسکتی ہے۔ میں یہاں کی جمہوریت کو حقیقی وعملی جمہوریت نہیں سمجھتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر سیاست دان لوٹ مار کرتے ہیں اور یہاں سیاست پر صرف دو سو خاندان چھائے ہوئے ہیں۔ ایک عام پڑھا لکھا مڈل کلاس، لوئر مڈل کلاس کا آدمی افورڈ ہی نہیں کرسکتا ہے کہ وہ دس پندرہ کروڑ خرچ کر کے الیکشن میں حصہ لے سکے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ نظام بدلنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جو انقلاب کا جمہوری فلسفہ دیا تھا ہمیں اس پر عمل کرنا چاہیے اور عوام کو اس طرف لانا چاہیے کہ پاکستان میں ایک انقلابی ایجنڈے کے تحت سارے ملک کی انقلاب دوست جماعتیں مل کر انقلاب لائیں اور اس کے بعد سوشل کنٹریکٹ کریں جس میں ہمارے عدالتی ، سیاسی ، معاشی نظام ، بیوروکریسی وغیرہ ہر سسٹم کو بدلا جائے کیونکہ یہاں یہ سارے نظام خلاف اسلام اور انگریز کے بنائے ہوئے ہیں۔ بہرحال ہمارے لیڈروں کو دانشمندی، سیاسی بصیرت اور اخلاقی روایات کا خیال رکھنا چاہیے اور مل بیٹھ کر ملک کو انتشار کی کیفیت سے نکالنا چاہیے کیونکہ یہ 22 کروڑ لوگوں کا ملک ہے، اکیلے سیاستدانوں کا نہیں ہے اور ان حالات میں ملک انتشار کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

سوال: حکومت کا مطالبہ ہے کہ عمران خان ہمارے ساتھ مذاکرات کریں لیکن عمران خان کا مؤقف ہے کہ جب تک حکومت الیکشن کی تاریخ نہیں دیتی میں مذاکرات نہیں کروں گا بلکہ اسلام آباد جا کر پورے ملک سے لوگوں کو بلاؤں گا۔ کیا وہ اپنے عزائم میں کامیاب ہوجائیں گے اور الیکشن کی تاریخ حاصل کرلیں گے؟

عامر خاکوانی: جہاں تک مذاکرات کی بات ہے تو جب ہدف مخالف سے متصادم ہوجائے تو پھر ٹیبل پر بیٹھنا بھی مشکل ہوجاتا ہے۔ حکومت جلدی الیکشن کرانے کے حق میں اس لیے نہیں کیونکہ حکومت نے معاشی دباؤ میں سخت فیصلے کئے جس کی وجہ سے مہنگائی بڑھی ہے اور عوام حکومت سے تنگ آئے ہوئے ہیں جس کے نتائج ضمنی الیکشن میں سامنے بھی آرہے ہیں۔ لہٰذا حکومت چاہتی ہے کہ اگر انہیں چھ آٹھ مہینے مل جاتے ہیں تو وہ پہلے عوام کو کچھ ریلیف دے کر اس کی حمایت حاصل کرلے اس کے بعد الیکشن کروائے۔ حکومت اس حوالے سے کوشش کر رہی ہے کہ چین اور سعودی عرب سے کچھ انوسٹمنٹ کے پلان آجائیں اور کچھ قرضوں میں رعایت مل جائے تاکہ صورتحال کچھ تبدیل ہو جائے۔ چونکہ اس وقت حکومت کو اپنی شکست نظر آرہی ہے اس لیے وہ مذاکرات کی ٹیبل پر بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ میری اطلاع کے مطابق 25 مئی کے لانگ مارچ سے پہلے PDM نے الیکشن کرانے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن عمران خان نے جب 25 مئی کے لانگ مارچ کا اعلان کیا تو پھر ان کو لگا کہ اگر ہم نے اس وقت الیکشن کا اعلان کیا تو پھر عمران کی جیت ہوگی اور ہمیں شکست ملے گی چنانچہ انہوں نے تاخیر کرنے کا پروگرام بنایا۔ اب چونکہ فوری الیکشن کے نتیجے میں واضح نظر آرہا ہے کہ کس کی فتح اور کس کی شکست ہوگی لہٰذا اس طرح کی پوزیشن میں درمیانی راستہ نکالنا مشکل ہو رہا ہے۔ البتہ اگر عمران خان صاحب جون ، جولائی تک انتظار کرلیں تو درمیانی راستہ نکل سکتا

> ہمارے ہاں ایسے حالات کیوں پیدا کیے جا رہے ہیں کہ اب صحافیوں کو ملک چھوڑ کر باہر جانا پڑ رہا ہے۔ ایک جمہوری ریاست میں اتنی برداشت ہونی چاہیے کہ جائز اظہار رائے کو برداشت کرسکے۔

ہے۔ ایک فیکٹر یہ بھی ہے کہ جب کوئی عوامی طاقت سے اور جارحانہ انداز سے ہدف حاصل کرتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آئندہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اگر عمران خان اس انداز میں کامیاب ہوجاتے ہیں اور حکومت حاصل کرلیتے ہیں تو کیا پھر پی ڈی ایم ان کو چین سے بیٹھنے دے گی؟ یقیناً وہ بھی ان کے خلاف احتجاجی سیاست ہی اختیار کرے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح کی ہماری اکانومی کی صورت حال ہے، اگر عمران خان چند ماہ صبر کرلیں تو ان کو فائدہ زیادہ ملے گا کیونکہ موجودہ حکومت معاشی بہتری کے لیے جو اقدامات کرے گی آنے والی حکومت کو اس سے مدد ملے گی۔ اس وقت آرمی چیف کی پوسٹنگ کا فیکٹر بھی ہے، اس میں عمران خان اپنا سٹیک چاہتے ہوں گے کیونکہ اگر کوئی ایسا آرمی چیف بن گیا جو ان کا مخالف ہوا تو ان کے لیے مسائل ہوں گے۔ دونوں فریق اگر ایک دوسرے کو شکست دینے کی ضد پر اڑے رہیں گے تو پھر مذاکرات شروع ہی نہیں ہوسکتے۔ عمران خان نے لانگ مارچ لمبا کیا ہے جو ایک اچھا اقدام ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ کوئی پس پردہ گفت وشنید چل رہی ہے۔ ہوسکتا ہے وہ نتیجہ خیز ہو اور کوئی درمیانی راستہ نکل آئے اور اسلام آباد میں جانے اور دھرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ ہمارے اداروں کو اس صورت حال میں درمیان میں آنا چاہیے۔ عدلیہ کو سوموٹو ایکشن لینا چاہیے کیونکہ اداروں کا کام ہی بحران سے ملک کو بچانا ہوتا ہے۔

قیوم نظامی: عمران خان چاہتے ہیں کہ آرمی چیف ایسا مقرر ہو جو ان کے لیے بھی قابل قبول ہو اور شہباز شریف کے لیے بھی قابل قبول ہو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر آرمی چیف ان کا مخالف ہوگا تو وہ حکومت میں آ بھی جائیں تب بھی اُن کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی۔ پھر انہیں یہ بھی خدشہ ہے کہ کہیں جنرل باجوہ کو ہی ایکسٹینشن نہ دے دیں۔

سوال: لانگ مارچ کے دوران عمران خان کا لہجہ حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کے خلاف سخت ہوتا جارہا ہے جس کو انڈیا کا میڈیا اُچھال رہا ہے اور وہاں پر خوشیاں منائی جارہی ہیں کہ جو کام انڈیا ایک عرصے سے کرنا چاہ رہا تھا یعنی پاکستانی فوج کی بدنامی وہ ان کے بقول عمران خان اکیلا کر رہا ہے اور اس کو فنڈنگ کی جائے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پہلے میں خاکوانی صاحب کی بات کی تائید کروں گا کہ 25 مئی کو حکومت الیکشن کرانے کے لیے تیار ہوگئی تھی لیکن جب عمران خان نے لانگ مارچ کی تاریخ دے دی تو ان کے لیے ضد یا انا کا مسئلہ بن گیا اور یہ مسئلہ مشکل ہوگیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ افراتفری کے دونوں ذمہ دار ہیں۔ وفاقی وزیر داخلہ ایک دن کہتے ہیں کہ ماردوں گا، تباہ کردوں گا اور دوسرے دن کہتے ہیں کہ آؤ بیٹھ کر بات کریں۔ لندن سے ایک سابق وزیراعظم کہتے ہیں کہ فسادی سے کوئی بات چیت نہیں کرنی، اسے کوئی فیس سیونگ نہیں دینی۔ بہرحال دونوں طرف گیم چل رہی ہے اور عوام پس رہے ہیں۔ جہاں تک انڈیا کے جشن منانے کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ دور ففتھ جنریشن وار فیئر کا دور ہے جس میں دایاں ہاتھ دکھا کر بایاں مارا جاتا ہے۔ اسٹیبلشمنٹ کے خلاف بات کرنا عمران خان نے شروع نہیں کی۔ لندن میں بیٹھ کر اور گوجرانوالہ کے پی ڈی ایم کے جلسے میں آرمی چیف کو کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ آٹھ دس مہینے پہلے جب عمران خان کی حکومت تھی تو مقتول ارشد شریف عمران خان کے خلاف زوردار انداز میں بول رہا تھا بعد میں وہ اس کے حق میں ہوا۔ وہ واقعتاً ایک نڈر صحافی تھا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کو یا دوسروں کو باہر کیوں جانا پڑتا ہے اور کیوں بعض چینلز کو بند کیا جاتا ہے۔ اندازہ

کریں کہ اے آر وائی کو بند کیا گیا تو سندھ ہائی کورٹ نے حکم دیا کہ کھول دو۔ لیکن نہیں کھولا گیا۔ لیکن کوئی توہین عدالت نہیں ہوئی۔ یقیناً یہ کام عمران خان کے دور میں بھی ہوا لیکن جس شدت سے اب ہو رہا ہے اتنا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ کبھی اس طرح صحافی بھاگے نہیں۔ ابھی حالیہ سینیٹر اعظم سواتی کا واقعہ دیکھ لیں۔ ایک 70 سال سے زائد عمر کے بندے کو اس کے پوتے پوتیوں کے سامنے مارنا کہاں کی انسانیت ہے۔ بہرحال انڈیا کے شور مچانے اور خوشیاں منانے کے پیچھے ایک سازش ہے کیونکہ ہمارے ایک صحافی جو اکثر عمران خان کے خلاف ہی لکھتے رہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ میری ایک انڈین ڈپلومیٹ سے ملاقات ہوئی ہے اور اس نے بتایا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ انڈیا کا سب سے بڑا دشمن عمران خان ہے اور ہم میڈیا کے ذریعے اس کی حمایت اس لیے کر رہے ہیں تاکہ اس کے ووٹ کم ہوں۔ یعنی ففتھ جنریشن وارفیئر کے طور پر یہ کام ہو رہا ہے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال عمران خان نے بھی وضاحت دے دی ہے کہ فوج بھی میری اور ملک بھی میرا ہے، میں تو اس انداز میں بات کرتا ہوں جیسے ماں بچوں سے ناراض ہو کر ان کو ڈانٹتی ہے۔ بہرحال انڈیا تو دشمن ہے وہ ہر طرف سے حملے کرے گا، وہ نہ عمران خان کا دوست ہے اور نہ وہ فوج کا دوست ہے۔ ہمیں انڈیا کو اہمیت نہیں دینی چاہیے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیا نہیں کر رہا ہے۔

سوال: پاکستان میں دھرنوں اور لانگ مارچوں کی ایک لمبی تاریخ ہے۔ لیکن کوئی بھی دھرنا اسٹیبلشمنٹ کی آشیر باد کے بغیر کامیاب نہیں ہوتا۔ لگتا یہی ہے کہ موجودہ عمران خان کے دھرنے کو اسٹیبلشمنٹ کی سپورٹ حاصل نہیں ہے۔ کیا اب بھی یہ لانگ مارچ کامیاب ہوتا نظر آ رہا ہے؟

قیوم نظامی: 2014ء میں عمران خان نے دھرنا دیا جو 126 دن تک جاری رہا اور اس وقت اسٹیبلشمنٹ کا سافٹ کارنر اس کے ساتھ تھا لیکن اس میں اس کو کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوامی انقلاب کے بغیر کوئی حل نہیں ہے۔ اُس وقت ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ میرا ایک تعلق تھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کا خیال تھا کہ ہم پانچ لاکھ بندہ اکٹھا کر لیں گے۔ لہٰذا اصل بات عوامی تائید کی ہے۔ اگر موجودہ دھرنے میں دو لاکھ بندہ اکٹھا ہو جائے تو ہم سمجھیں گے کہ الیکشن مارچ میں ہو جائیں گے کیونکہ عوام کی بڑی طاقت ہوتی ہے اور عوام سے فوج لڑ تو نہیں سکتی لیکن دو لاکھ بندہ اکٹھا کرنا بہت بڑا امتحان ہے جو آسان نہیں ہے۔ لیکن اگر عمران خان زیادہ لوگ اکٹھے کر لیتے ہیں تو پھر امکان ہے کہ حکومت اور اسٹیبلشمنٹ مارچ میں الیکشن کرانے پر راضی ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو مارچ میں الیکشن کے لیے رضامند ہو جانا چاہیے۔ لیکن ایک کانسپیریسی تھیوری یہ چل رہی ہے کہ جس طرح نواز شریف کو نااہل قرار دیا گیا تھا، اس طرح انتخابات سے پہلے عمران خان کو بھی نااہل قرار دے دیا جائے تاکہ الیکشن کے نتائج اینٹی عمران فیور میں چلے جائیں۔ ہم یہی مشورہ دیں گے کہ ٹیبل پر بیٹھ کر معاملات کو طے کر لیا جائے۔ یہ ملک ایک ایٹمی طاقت ہے اور 22 کروڑ عوام کا ایک بڑا ملک ہے۔ مان لیتے ہیں کہ فوج نے غلطیاں کی ہیں لیکن وہ دنیا کی بہترین افواج میں شامل ہوتی ہے اور ہمارا دفاع فوج نے ہی کرنا ہے۔ پھر انڈیا ہمارا دشمن ہے اس نے فائدہ اٹھانا ہے۔ وہ پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ عمران خان کو بھی احتیاط کرنی چاہیے اور آئین اور قانون کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی چاہیے اور ملکی مفادات کا سوچنا چاہیے تاکہ ملک ترقی کرے۔

سوال: ضمنی انتخابات میں اتحادیوں کی پے درپے ناکامیوں کے بعد اب حکومت کو نئے انتخابات کرا کے فریش مینڈیٹ نہیں دینا چاہیے؟

عامر خاکوانی: یقیناً! یہ اچھی بات ہے اور حکومت کو ایسا کرنا چاہیے۔ میں ایوب بیگ مرزا صاحب کی بات کی تائید کروں گا کہ صحافیوں کے ساتھ اس وقت جو سلوک ہو رہا ہے اتنا برا سلوک عمران خان کی حکومت میں نہیں ہوا۔ اس زمانے میں جن لوگوں کے ساتھ کچھ ہوا بھی تو اس میں حکومت ملوث نہیں تھی۔ جیسے میر شکیل الرحمن کا کیس تھا کہ ان کو آٹھ ماہ قید میں رکھا گیا اور کوئی ضمانت نہیں ہوئی۔ بہرحال ایک ورکر صحافی کو جتنا زیادہ پریشر اب آیا ہے اتنا پہلے نہیں تھا۔ اگر ایسا ماضی میں ہوتا رہا تو غلط ہوتا رہا۔ ہمیں انڈیا سے یہ چیز سیکھنی چاہیے کہ وہاں پر سیاسی برداشت بہت زیادہ ہے۔ حالانکہ اندرا گاندھی کے دور میں ایمرجنسی لگی تھی اور سیاستدانوں پر مظالم کیے جا رہے تھے لیکن اس کے باوجود وہاں کسی سیاستدان کو باہر نہیں جانا پڑا۔ لیکن ہمارے ہاں پہلے بے نظیر جلاوطن ہوئیں پھر نواز شریف ہوئے۔ ہمارے ہاں ایسے حالات کیوں پیدا کیے جا رہے ہیں کہ اب صحافیوں کو باہر جانا پڑ رہا ہے۔ ہر ملک میں اتنی برداشت ہونی چاہیے اور عدالتوں کو بھی نظر رکھنی چاہیے کیونکہ سیاسی حقوق کا تحفظ عدالتیں کراتی ہیں۔ پھر ہمیں فوج کے خلاف بھی نہیں کھڑا ہونا چاہیے۔ جنرل کیانی کے دور میں یہ طے ہوا تھا کہ ہر صورت میں اسمبلیوں کی مدت پوری ہونی چاہیے اور اس کے بعد ماضی کی حکومتوں میں اس پر عمل ہوا ہے۔ ابھی بھی اسٹیبلشمنٹ اس پر متفق ہے کہ موجودہ ٹینیور پورا ہونا چاہیے۔ اسٹیبلشمنٹ بار بار یہی کہہ رہی ہے کہ ہم غیر سیاسی رہیں گے تو ان کو ایسا کرنا چاہیے اور جو موجودہ سیاسی بحران ہے اس کو ختم کرنا چاہیے۔ میری رائے ہے کہ مارچ میں الیکشن کرائے جائیں۔

سوال: موجودہ لانگ مارچ کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار کس بات پر ہوگا اور عمران خان اس لانگ مارچ سے کیا ممکنہ نتائج حاصل کر پائیں گے؟

قیوم نظامی: یہ اس پر منحصر ہے کہ لانگ مارچ کے آخری دنوں میں وہ کتنے لوگ اسلام آباد لا سکتے ہیں۔ اس وقت جو صورتحال ہوگی اس میں فائنل فیصلہ ہونا ہے۔ اگر بندے ہی پچاس ہزار ہوں تو پھر یہ گھیرے میں آ جائیں گے اور ان کی مرضی کے مطابق انتخابات نہیں ہوں گے کیونکہ دوسری طرف حکومت کی پوری کوشش ہے کہ الیکشن اکتوبر میں ہوں۔

عامر خاکوانی: یقیناً اس کا انحصار عوامی طاقت پر ہے لیکن لانگ مارچ کو جس طرح لمبا کیا جا رہا ہے اس سے لوگ بور ہونا شروع ہو جاتے ہیں، لمبا کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ عمران سیٹلمنٹ چاہتے ہیں اور مجھے لگتا یہی ہے کہ سیٹلمنٹ یا کوئی درمیانی راستہ نکل آئے گا۔

ایوب بیگ مرزا: اگر وہ اسلام آباد پہنچ گئے اور بندے بھی کافی اکٹھے کر لیے تو پھر موجودہ حکومت الیکشن کی ڈیٹ نہیں دے گی کیونکہ اسی لیے تو یہ اس کو لمبا کر رہے ہیں اور پس پردہ کچھ دوسرے معاملات ہیں، ان کا نتیجہ نکلے گا تو الیکشن ہوں گے۔ میرے خیال میں اگر الیکشن لیٹ ہوں تو بھی فائدہ عمران خان کو پہنچے گا کیونکہ معاشی صورت چار پانچ سال سے پہلے درست ہو ہی نہیں سکتی۔ لہٰذا جب تک یہ الیکشن نہیں کراتے عمران کی مقبولیت کا گراف بڑھے گا اور جونہی الیکشن ہو گئے اور عمران خان وزیر اعظم بن گئے تو ان کی مقبولیت کا گراف نیچے آنا شروع ہو جائے گا۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

تو غیر کا غلام ہوا

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

برطانیہ میں بڑی دھوم دھام سے ہندو وزیراعظم آن بیٹھا۔ رشی سوناک، شاہِ برطانیہ سے بھی زیادہ امیر کبیر، جوان مرد ہے جس نے گیتا پر حلف لیا۔ یعنی ڈٹ کر باعمل ہندو ہے۔ قوم پرست ہندو ہونے کا ثبوت اس نے فوری مسلمانوں پر بیانات کی بوچھاڑ سے دیا مثلاً: 'برطانیہ کو مسلم انتہاپسندی سے خطرہ ہے۔' بلکہ وزارتِ عظمیٰ کی امیدواری کے دوران ہی اس نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اسلامی انتہاپسندی کے خلاف ملک میں دھاوا بولے گا۔ ان تنظیموں کو اکھاڑ پھینکے گا جو برطانیہ میں انتہاپسندی پھیلاتی ہیں۔ وہ اس طریق کار پر دوبارہ عمل کرے گا جو اس سے نمٹنے کے لیے پہلے استعمال کیا گیا! ہندوتوا کا بلڈوزر لے کر چڑھ دوڑنے والا وزیراعظم بنا بھی دیا گیا۔ اس نفرت انگیز کلام (Hate Speech) سے عالمی رواداری، بین المذاہب ہم آہنگی، برداشت کے پرچارکوں کے ماتھے پر بل نہ آیا۔ مغرب میں کوئی بھی مسلمان ایسی تہس نہس کر دینے والی زبان کے ساتھ دفتر میں چپڑاسی بھی نہیں لگایا جاتا۔ بھلے وہ بھارت کے ہندو مذہبی جنون، اسرائیل کی مسلم کش سفاکانہ کارروائیوں کے لیے نرم تر الفاظ میں اظہارِ خیال کیوں نہ کرے۔ صادق خان کو لندن کا میئر بنتے ہوئے ماڈریٹ ہونے کا اظہار اور لندن کی سڑکوں پر اور پاکستان میں بڑھتے ہوئے نقابوں پر اظہارِ تشویش کرنا پڑا تھا! سوناک نے اسلام کو ڈٹ کر زہرناک نظریہ قرار دیا تو کسی نے اُف نہ کیا۔ یہ تو ایک ایکسرے ہے، مغرب کی دوغلی پالیسی اور اپنی مسلم آبادی سے امتیازی سلوک کا! وہ مسلم آبادی جس نے اپنی 3 نسلیں برطانیہ کی اخلاق باختہ فضاؤں میں جھونک کر ان کے لیے تعمیر و ترقی میں خون پسینہ ایک کیا۔

دوسری طرف ہندوؤں کے دنیا پر چھا جانے کا راز بھی توجہ طلب ہے۔ جو ان کی بڑی آبادی میں مضمر ہے۔ متحدہ عرب امارات میں ہندوؤں کی بہت بڑی آبادی، بے پناہ اثر و رسوخ، مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک کا انہیں پلکوں پر بٹھانا، مراعات دینا، مسلم سرزمینوں پر مندر بنا کر ان کی خوشنودی حاصل کرنا۔ ہندوستان کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور مساجد، اذان، نماز پر پابندی کا سرے سے نوٹس نہ لینا دیکھیے۔ امریکا میں سیاسی زندگی میں ہندوؤں کی بے پناہ آبادی دنیا پر چھا جانے میں اہم ترین معاشی، سیاسی اثاثہ ہے! ہم کل 22 کروڑ کو لعن طعن کرتے، اسے گھٹانے کے طریقے سوچتے نہیں تھکتے۔ عورت کو دفاتر، شاپنگ مالز میں جھنڈے گاڑنے پر لگا رکھا ہے۔ گھر گرہستی، پیدائش و پرورشِ اولاد، تربیتِ اولاد سے یکسر بیگانہ کرنے پر، ترقی کے شوق میں تن من دھن لگے ہوئے ہیں۔ احساس کمتری، معذرت خواہی کے مارے، بےیقین، عزم و ایمان سے محروم رہ کر کون سی ترقی ممکن ہے؟ جو ترقی ہے وہ صرف سوشل میڈیا، ٹک ٹاک، سیاسی جلسوں میں گلے پھاڑنے، بازو لہرانے، کرکٹ میچوں کی رونق بڑھانے (چیئر گرلز...... تذلیلِ نسواں: مجمع لبھانے والا کردار!) تک محدود ہو کر رہ گئی۔

بھارت نے مذہبی جنون میں جو کچھ اپنی تاریخ میں اچھوتوں/دلتوں کے ساتھ روا رکھا وہ آج بھی جاری ہے۔ ایسا سلوک یہودیوں کے ساتھ ہوتا تو وہ ایک طوفان بن کھڑا ہوا اور دنیا کے اعصاب چیخ گئے، ان کی چیخ و پکار پر اور تاوان بھرتے۔ آج عین یہی سب مسلمانوں کا مقدر ہے۔ بھارت اور کشمیر میں، فلسطین اور شام میں، برما اور شمالی افریقہ میں۔ دنیا منہ موڑے بیٹھی ہے۔ بالخصوص گیارہ برسوں سے بشار الاسد کی خون آشامی، امریکا، روس، ایران کی علی الترتیب ہمنوائی میں لہلہاتے شام کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ اتنے وسیع و عریض سرسبز و شاداب ملک پر جو قیامت توڑی گئی اس میں عورتیں بچے بوڑھے رلتے کسی کو نظر نہ آئے۔ شہر در شہر، قصبہ در قصبہ آبادیاں کھنڈرات اور قبرستانوں میں بدل دیں جسے ہلاکو بھی دیکھے تو رو دے۔ اجڑے شہر، بھوتوں کا مسکن۔ دنیا بھر میں بکھیر دیے گئے مہاجرت پر مجبور شامی۔ اِدلب میں بچے کھچے کل 40 لاکھ کے لگ بھگ اب سکڑ سمٹ کر جن میں سے 20 لاکھ جیسے تیسے خیمہ بستیوں میں ننھے بچے پال رہے ہیں جنہوں نے جنگوں، بمباریوں، دربدری اور خون کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ اس پر بھی مغربی میڈیا اگر کسی داڑھی والے کو بچوں کو پڑھاتے دیکھ لے تو 'دہشت گردی کی تعلیم' کا عنوان جڑ کر خبر شائع کرتا ہے۔ اسپتالوں، عورتوں، بچوں کی ٹینٹ زدہ زندگی کی تمام سہولتوں سے محروم آبادی پر اسدی فوجوں، روس کی بمباری تو دہشت گردی نہیں ہے۔ 6 نومبر کو ادلب پر ایسے ہی ایک حملے میں 100 ٹینٹوں کو نشانہ بنایا گیا۔ پھول جیسے معصوم بچوں کی گڈے گڑیوں جیسی لاشیں جگر پاش ہیں مگر امتِ مسلمہ راکھ کا ڈھیر ہوئی پڑی ہے ضمیر اور ایمان کی سطح پر۔ شام پر دجال کے مقابل آن کھڑی ہونے والی حق کی عظیم قوتوں، سیدنا مہدی اور پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا خوف کفر کو کھائے جاتا ہے۔ مسلمان جہل کی تاریکیوں میں ڈوبے نہ اپنی تاریخ جغرافیے سے واقف ہے۔ (نہیں جانتے شام کی فتوحات کو ......جنگِ موتہ، غزوۂ تبوک، لشکرِ اسامہ بن زیدؓ، سیدنا عمرؓ کی عمل داری میں ابوعبیدہ بن جراحؓ اور خالد بن ولیدؓ اور پھر صلاح الدین ایوبیؒ، نورالدین زنگیؒ والے شام کو!) اسلام اور ایمان کے سودے چکائے **صمٌ بکمٌ عمیٌ فھم لایرجعون**، کے مصداق ہیں۔ ناچنے گانے بجانے والے، (Bat) بیٹ اور (Beat) موسیقی پر، جہلاء کے کم فہم عاشق۔ اعلیٰ ترین مقاصد، نظریے سے عاری، مقصد وجود، اپنی شناخت، امت سے رشتہ، اخوت اسلامی اور ہماری ذمہ داریاں سب سے کلیتاً نابلد ریوڑ کے ریوڑ ہیں۔

ہمارے حال کی ابتری تو یہ ہے کہ ایک لامتناہی اقساط کا طویل دورانیے کا ڈراما چل رہا ہے۔ سنسنی خیز مناظر بھی دلچسپی پیدا کرنے کو چلائے جاتے ہیں۔ ابھی بال بال فائرنگ سے عمران خان بچ گئے، الحمدللہ! اگرچہ زخموں کی نوعیت، حقیقت قومی معما اور پارٹی کا راز ہے! شکر ہے کہ 'زخمی' ہونے کے بعد بھی آرام سے چل کر گئے! ارادۂ قتل بہت ہی کمزور تھا بفضلہٖ تعالیٰ۔ ورنہ ارشد شریف قتل کیس میں صرف شبے پر روکنے کے لیے گولیاں ماریں تو نہ گاڑی کے ٹائروں کو نشانہ بنایا، نہ دیگر دو کار سواروں کو۔ نہ گولیاں قدم بوسی کر کے گزر گئیں بلکہ ارشد شریف کے سر اور سینے پر گولیاں برسیں۔ کھوپڑی کا ایک حصہ کچلتے ہوئے۔ سو کئی مزید بکروں کا صدقہ درکار ہے اتنی مہربان گولیوں پر جو مضروب فوراً قدموں پر چل پائے اور واپس اسٹیج سنبھالنے اور مارچ کرنے کو تیار کھڑا ہو سکے۔ ہماری سیاست کا یہ المیہ بھی دیکھیے کہ ایسے ڈھلمل ارادۂ قتل پر درخواست لندن میں اپنے مائی باپوں کے ہاں پولیس میں درج کروادی گئی ہے۔ نواز شریف، مریم نواز اور رانا

ثناء اللہ (فیصل آباد والے) کے خلاف! (برطانیہ کے سابق داماد ہونے کے اعتبار سے حق تو بنتا ہے۔) ایک درخواست امریکی بیٹی ٹیریان کے ذریعے لگے ہاتھوں لاس اینجلس امریکا میں بھی دی جاسکتی ہے، جہاں امریکی کورٹ نے عمران خان کو ٹیریان وائٹ کا باپ قرار دیا تھا۔ (سیتا وائٹ نے بیٹی کی پدریت کے ثبوت کے لیے مرنے سے پہلے کیس فائل کر کے جیتا تھا۔)

سو ملک پر حکمرانی کے ڈانڈے جا ملتے ہیں برطانیہ، امریکا سے! یہ حال ہے ہماری آزادی، خودمختاری اور قومی غیرت کا! ادھر برطانیہ کا حال ہم سے کچھ کم پتلا نہیں، جہاں ہزاروں مظاہرین احتجاجی پوسٹر لیے چلا رہے ہیں۔ 'برطانیہ ٹوٹ رہا ہے'۔ 'برطانیہ (بدحالی سے) لڑکھڑا رہا ہے'۔ وزیراعظم (نئے نویلے!) کی رہائش گاہ کے باہر پوسٹر لگے ہیں۔ 'ٹوریو (حکمران ٹوری پارٹی والو) نکل جاؤ'۔ 'ٹوری جھوٹے' 'ٹوری قاتل'، 'ٹوری چور'! فوری انتخابات کا مطالبہ ہے مار ڈالنے والی مہنگائی کے ہاتھوں! سو برطانیہ خود عمران خان کی طرح کشتۂ جمہوریت ہے، اس کی مدد کیا کرے گا سوائے اس کے کہ...... آ مل کے کریں آہ وزاریاں، تو ہائے نواز شریف پکار، میں چلاؤں ہائے ٹوری!

امریکا والے بڑے میاں (بائیڈن) بھی لگاتار درفنطنیاں چھوڑتے اب افغانستان کو چھیڑ بیٹھے اور کرارے جواب مل گئے۔ افغانستان کو ایسا 'آفت زدہ، درماندہ کہہ بیٹھے جسے خدا نے بھی چھوڑ دیا'۔ حالانکہ ان کا معاملہ دماغی طور پر یہ تھا کہ: دل تو میرا اداس ہے ناصرؔ، 'دنیا' کیوں سائیں سائیں کرتی ہے۔ (یعنی ...God Forsaken، خدا کے چھوڑے ہوئے تو تم اور تمہارا ملک ہے، اس کیفیت کو افغانستان کے سر کیوں منڈھتے ہو!) سو اللہ کی طرف سے تھپیڑے سہتا (معاشی) اور جنگِ افغانستان کے بعد یوکرین میں، کمہار پر غصہ نکالنے کی کوشش کی ہے، گدھے سے گر کر! ذبیح اللہ مجاہد (ترجمان افغان حکومت) نے اسے بائیڈن کا جلن کڑھن پر مبنی حسد قرار دیا کیونکہ افغانستان میں امریکا کے جانے کے بعد امن واستحکام لوٹ آیا۔ افغان نارمل زندگی گزار رہے ہیں، جبکہ امریکا نے معاشی پابندیاں عائد کر کے، اربوں ڈالر دبائے ہوئے ہیں اور افغانستان پھر بھی پُرسکون ہے!

ترا یہ فخر کہ تو غیر کا غلام ہوا
مجھے یہ ناز کہ اپنا بھی میں غلام نہیں!

سو فخر تو نظریے اور حریت فکر سے پیدا ہوتا ہے!

''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''

21۔ اجتماعی بہبود پر تباہ کن اثرات:

سودی معاشی نظام میں سود خوروں کی ایک قلیل تعداد کے مفادات کے تحفظ کی ضمانت ہوتی ہے۔ لوگوں کی غالب آمدنی پر ان کا قبضہ ہوتا ہے۔ ملک وقوم کے بیشتر وسائل ان کے استعمال میں ہوتے ہیں۔ مارکیٹ میں سرمائے کی فراہمی محض ان کے ہاتھوں میں مقید ہوتی ہے۔ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ ان ہی کے رحم وکرم پر ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک عظیم اکثریت کو خطرات میں ڈال کر، ان کی محنت ومشقت کے ثمرات کو غصب کر کے اور انھیں بنیادی ضروریات کی فراہمی تک سے محروم کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ یوں ایک عظیم اکثریت کی بدحالی کچھ لوگوں کی خوش حالی کا ذریعہ بنتی ہے۔ بقول اقبال:

ظاہر میں تجارت ہے' حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا، لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

22۔ معاشرتی عدم استحکام:

سود کی متذکرہ بالا تباہ کاریوں کی وجہ سے غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی ایک طرف دولت کا ورم ہوتا ہے اور دوسری طرف فقر کی لاغری۔ معاشی استحصال کی وجہ سے ایک عظیم اکثریت غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس غیر منصفانہ تقسیمِ دولت (*Unequal Distribution of Wealth*) کی وجہ سے طبقاتی تقسیم (*Class Distribution*) پیدا ہوتی ہے جو شدت اختیار کر کے ایک طبقاتی کشمکش کو جنم دیتی ہے۔ سود خور سرمایہ داروں اور عامۃ الناس کے مفادات میں تضادات کی وجہ سے انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے ملک بدامنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ چوریاں' ڈاکے' اغوا' قتل وغارت کے واقعات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

23۔ کمیونزم کی مصیبت:

سودی استحصال کے خلاف جب محروم طبقات آواز اٹھاتے ہیں تو سود خور انتہائی مسکین صورت اختیار کر لیتے ہیں اور منافع کو جو کہ سود کے استحصال کا ظاہری مظہر ہے، تمام معاشی برائیوں کی جڑ کے طور پر آگے پیش کر دیتے ہیں۔ نتیجتاً سرمایہ داری کے خلاف ردّعمل سود کے خلاف مؤثر اقدام کی بجائے کمیونزم کی راہ اختیار کر لیتا ہے جس میں منافع کو ختم کرنے کے لیے ہر قسم کی ذاتی ملکیت ختم کر دی جاتی ہے۔ تمام چیزیں بشمول زمین، مکان، دوکان، کارخانے وغیرہ قومیانے (*Nationalize*) کر لیے جاتے ہیں۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ بنکوں میں پڑی سود خوروں کی رقم نہ تو قومیائی جاتی ہے اور نہ اس پر سود کی ادائیگی بند ہوتی ہے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رقمیں اگر ضبط کر لیں گے اور سود نہیں دیں گے تو بچتیں نہیں ہو سکیں گی۔ گویا قصور سرمایہ دار کرتا ہے اور سزا سب انسانوں کو ملتی ہے اور انہیں ہر قسم کی فکری' سیاسی اور شخصی آزادی سے محروم کر کے جبری مساوات کے شکنجے میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

بحوالہ ''سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات''، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 202 دن گزر چکے!

Quote on Riba

"All the world suffers from the usury of the Jews, their monopolies and deceit. They have brought many unfortunate peoples into a state of poverty, especially farmers, working-class people, and the very poor." Martin Luther
(German professor of theology, composer, priest and monk)

تحریک پاکستان کا ایک ناقابل فراموش باب

پروفیسر جمیل احمد کھٹانہ

رئیس امروہوی مرحوم "نامنصفانہ نقطہ نظر" کے زیرعنوان اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں: "تحریک پاکستان اور جدوجہد آزادی کے موضوع پر ایک سے زیادہ کتابیں لکھی گئیں ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ایک بھی قابل مطالعہ کتاب نہیں لکھی گئی۔ بے شک ملک کے مختلف تاریخی اور تحقیقی اداروں نے قومی موضوعات پر تفصیلی اور تخلیقی کتابیں لکھوانے کے بڑے بڑے منصوبے تیار کیے ہیں، تصنیف و تالیف کے ان اچھے برے منصوبوں پر عمل بھی ہو رہا ہے' مگر ان اداروں کی علمی اور تصنیفی کوششوں سے مستفید ہونے کے لیے ہمیں نہ جانے ابھی کتنا انتظار کرنا پڑے گا۔" اسی انتظار انتظار میں تحریک پاکستان کے کئی ناقابل فراموش باب اہل وطن کے ذہنوں سے محو ہوتے جا رہے ہیں انہی ناقابل فراموش ابواب میں سے ایک باب چودھری رحمت علیؒ کا تحریک پاکستان میں بنیادی کردار ہے۔

چودھری رحمت علی 16 نومبر 1897ء کو مشرقی پنجاب کے ضلع ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ میٹرک اینگلو سنسکرت ہائی اسکول جالندھر سے کیا۔ 1914ء میں مزید تعلیم کے لیے لاہور تشریف لائے اور اسلامیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ اسلامیہ کالج کے مجلّے "دی کریسنٹ" کے ایڈیٹر اور کئی دیگر طلبہ سے متعلق بزموں کے عہدیدار بھی رہے۔ اسلامیہ کالج میں بزم شبلی قائم کی جس کے 1915ء کے اجلاس میں محض 18 برس کی عمر میں تقسیم ہند کا انقلاب آفرین نظریہ پیش کیا، جس کی مخالفت پر آپ اس بزم سے الگ ہوگئے۔ آپ نے یہ نظریہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"ہندوستان کا شمالی منطقہ اسلامی علاقہ ہے، ہم اسے اسلامی ریاست میں تبدیل کریں گے، لیکن یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب اس علاقے کے باشندے خود کو باقی ہندوستان سے منقطع کرلیں۔ اسلام اور خود ہمارے لیے بہتری اسی میں ہے کہ ہم ہندوستانیت سے جلد سے جلد جان چھڑالیں۔"

1918ء میں بی اے کرنے کے بعد جناب محمد دین فوق کے اخبار کشمیر گزٹ میں اسسٹنٹ ایڈیٹر کی حیثیت سے اپنے کیریر کا آغاز کیا۔ 1928ء میں ایچی سن کالج میں اتالیق بھی مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد انگلستان تشریف لے گئے جہاں جنوری 1931ء میں انہوں نے کیمبرج کے کالج ایمنویل میں شعبہ قانون میں اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ لیا۔ کیمبرج اور ڈبلن یونیورسٹیوں سے قانون اور سیاست میں اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں۔

28 جنوری 1933ء میں آپ نے کیمبرج یونیورسٹی سے ہی تاریخی پاکستان ڈکلیئریشن Now or Never جاری کیا جو تحریک پاکستان کے قلعے کی آہنی دیوار ثابت ہوا اور مسلمانانِ برصغیر و دیگر اقوام لفظ "پاکستان" سے آشنا ہوئے۔ آپ کے مطابق آپ نے یہ نام پنجاب (پ) افغانیہ (ا) کشمیر (ک) سندھ (س) اور بلوچستان (تان) سے اخذ کیا جہاں مسلمان 1200 سال سے آباد ہیں۔

1933ء میں ہی آپ نے لندن میں پاکستان نیشنل موومنٹ کی بنیاد رکھی۔ 1935ء میں آپ نے ایک ہفت روزہ اخبار "پاکستان" کیمبرج سے جاری کیا اور اپنی آواز اقوام عالم تک پہنچانے کے لیے جرمنی اور فرانس کا سفر کیا اور جرمنی کے ہٹلر سے انگریزوں کے خلاف مدد کا وعدہ لیا۔ اس کے علاوہ اسی سلسلہ میں امریکا اور جاپان وغیرہ کے سفر بھی کیے۔ چودھری رحمت علی کی پاکستان نیشنل موومنٹ کے نام سے تحریک پاکستان نے پاکستان کا تصور اور نام برصغیر کے ہر مسلمان کے ذہن میں نقش کر دیا اور بالآخر 1940ء میں مسلم لیگ نے چودھری رحمت علیؒ کی پاکستان اسکیم کو قبول کرلیا جس کو پہلے تمام قائدین مسترد کرتے چلے آئے تھے۔ پھر قائداعظم کی قیادت میں 14 اگست 1947ء کو مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔

16 نومبر مملکت خداداد پاکستان کے اس عظیم ہیرو کا یوم پیدائش ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ تحریک پاکستان سے وابستہ دیگر ہیروز کا دن اگر پاکستان میں منایا جاتا ہے تو اس عظیم ہیرو کا دن بھی منایا جانا چاہیے کیونکہ چودھری رحمت علی تحریک پاکستان کی بنیاد رکھنے والے پہلے شخص تھے کیونکہ انہوں نے ہی پاکستان نیشنل موومنٹ کے نام سے تحریک پاکستان کی باقاعدہ بنیاد رکھی۔ انہوں نے ہی پاکستان کا نام تخلیق بھی کیا اور تجویز بھی کیا۔ انہوں نے مسلمانانِ ہند کو اس وقت برٹش بنیا گٹھ جوڑ کے اسلام اور مسلمان دشمن ایجنڈے سے خبردار کیا جس وقت برصغیر کے تمام مسلمان لیڈرز متحدہ ہندوستان کے حامی تھے اور مذہب کی بنیاد پر الگ ریاست کو گناہ تصور کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب ہندو و مسلم قائدین لندن میں جاری گول میز کانفرنسز کے دوران متحدہ وفاق (اکھنڈ بھارت) کے آئین کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

یکم اگست 1933ء کو جوائنٹ پارلیمینٹری سلیکٹ کمیٹی نے چودھری رحمت علی کے مطالبہ پاکستان کا نوٹس لیتے ہوئے ہندوستانی وفد کے مسلم اراکین سے سوالات کیے۔ جواباً سر ظفر اللہ، عبداللہ یوسف علی اور خلیفہ شجاع الدین وغیرہ نے کہا کہ یہ صرف چند طلبہ کی سرگرمیاں ہیں، کسی سنجیدہ شخصیت کا مطالبہ نہیں کہ جس پر توجہ دی جائے۔ گویا جس وقت برصغیر کے تمام مسلم اور غیر مسلم لیڈرز تقسیم ہند اور مسلم ریاست کے تصور سے بھی ناآشنا تھے اور اس وقت چودھری رحمت علی واحد شخصیت تھے جنہیں نہ صرف علیحدہ مسلم ریاست کی ضرورت اور اہمیت کا مکمل ادراک تھا بلکہ وہ اس کے قیام پر اتنا ہی یقین بھی رکھتے تھے۔

"Pathway to Pakistan" کے مصنف چودھری خلیق الزماں چودھری رحمت علی کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں: "ایک روز (لندن میں) چودھری رحمت علی نے مجھے چائے پر مدعو کیا۔ جنہوں نے (برصغیر کی مجوزہ مسلم قومی مملکت کے لیے) پاکستان کی اصطلاح وضع کی تھی۔ یہ میری ان سے پہلی ملاقات تھی اور اس پہلی ملاقات ہی میں اس طویل القامت' شاندار اور خوش وضع جوان نے مجھے متاثر کرلیا۔ جب پاکستان کے موضوع پر گفتگو شروع ہوئی تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ اس شخص نے نہ صرف پاکستان کے موضوع پر گہرا مطالعہ کیا ہے۔ بلکہ وہ اس تحریک کی کامیابی کا پکا یقین بھی رکھتا ہے۔"

سینٹ آف پاکستان کے سابق چیئرمین وسیم سجاد ''بانی تحریک پاکستان چودھری رحمت علی'' کے عنوان سے اپنے کالم میں لکھتے ہیں: ''تحریک آزادی کا ایک منفرد کردار جس نے آزاد پاکستان کا نظریہ اور واضح منصوبہ سب سے پہلے پیش کیا اس کے لیے عملی تحریک چلائی اور یہ سب تنہا کیا۔'' پروفیسر محمد شریف بقا لندن سے اپنے مضمون ''اسلامی قومیت کا علمبردار'' میں لکھتے ہیں: ''چودھری رحمت علی نے انڈین نیشنلزم اور انڈین فیڈریشن کے تباہ کن مضرات سے آگاہ کیا اور برٹش بنیا گٹھ جوڑ کو ناکام بنا دیا۔''

ایم انور بارایٹ لاء (مرحوم) لکھتے ہیں: ''چودھری رحمت علی وہ فرزند پاکستان تھا جو پاکستان سے باہر رہ کر پاکستان کے لیے لڑا اور باہر ہی دفن ہوا۔ کیا ہم اس فراموش کردہ ہیرو کی یاد کو تازہ کریں گے اور اس کی یادگار بنائیں گے جو تاریخ پاکستان میں ایک اہم حیثیت کی حامل ہوگی؟'' سید شریف الدین پیرزادہ کے مطابق پاکستان کی اصطلاح سب سے پہلے چودھری رحمت علی نے پیش کی۔ ظفر علی راجا ایڈووکیٹ ہائی کورٹ ''چودھری رحمت علی ایک عظیم صاحب نظر'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں۔ ''اصل لیڈر وہ ہوتا ہے جو مستقبل کی صحیح نقش گری کر سکے۔ لفظ پاکستان انہیں یونہی نہیں سوجھ گیا تھا ان کے وجدان پر قدرت نے نقش اتارے۔''

قیام پاکستان کے تھوڑے عرصہ بعد ہی جب انگریز کی پالی ہوئی اشرافیہ اور بیوروکریسی کا پاکستان پر قبضہ ہوگیا تو انہوں نے اگرچہ تاریخ تحریک پاکستان کو مسخ کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن اس کے باوجود تحریک پاکستان کو سمجھنے، پڑھنے اور اس سے خلوص رکھنے والے اہل نظر وفکر نے چودھری رحمت علی کے تحریک پاکستان میں بنیادی کردار کو نہ صرف خراج تحسین پیش کیا بلکہ انہیں تحریک پاکستان کے صف اول کے رہنماؤں میں شمار کیا۔ چودھری خلیق الزماں کے مطابق رحمت علی مرحوم نے پہلی گول میز کانفرنس کے موقع پر تقسیم ہند کی تجویز مسلم لیگی رہنماؤں کے سامنے رکھی تھی لیکن اس وقت کسی نے بھی اس تجویز کو درخور اعتناء نہ سمجھا۔ چودھری خلیق الزماں نے اس امر پر اظہار افسوس کرنے کے بعد کہ مسلم ہند نے اس قابل اور تخلیقی ذہن رکھنے والے نوجوان رہنما کی قدر نہ کی اس امر کا اعتراف بھی کیا کہ پہلے پہل پاکستان کا لفظ مسلم رہنماؤں کی سمجھ میں نہ آیا تھا لیکن چودھری رحمت علی اسی لفظی معنویت پر اصرار کرتے رہے (اور تاریخ نے ثابت کر دیا کہ اس لفظ کے بارے میں مرحوم کا وجدان اور ایقان کتنا صحیح تھا)۔

چودھری رحمت علی نے پاکستان نیشنل موومنٹ کے دوران ترکی کی ادیبہ خالدہ ادیب خانم سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک قومیت میں متحدہ کرنا ایک دھوکہ ہے، تاریخ کی سچائیوں سے انکار کرنا ہے اور میرے نزدیک ایک بہت بڑا جرم ہے''۔ چودھری رحمت علی کی یہ بات بھی اگلے چند ہی برسوں میں درست ثابت ہوگئی۔ بہت سے مسلم راہنماؤں نے انڈین نیشنل ازم جیسے دلکش نعرے کے لبادے میں چھپے ہوئے مکروہ ہندو منصوبے کو بھانپ لیا اور یہ جان لیا کہ مسلمانوں کے لئے انڈین نیشنل ازم کو قبول کرنا'' تا ابد ہندوؤں کی غلامی میں چلے جانے کے مترادف ہے۔ آج وطن عزیز کی آزاد فضا میں سانس لیتے ہوئے جب ہم اپنے غلامانہ ماضی پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں تو چوہدری رحمت علی کی پیش بینی اور سیاسی بصیرت ہمیں سو فیصد درست دکھائی دیتی ہے۔ شاید ہم ان کی صحیح قدر نہ کر سکے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ دوسروں نے انہیں پہچانا اور ان کی صلاحیتوں اور خدمات کا کھل کر اعتراف کیا۔ عمانویل کالج کیمبرج کے میگزین میں ان کی وفات کے بعد ایک مضمون شائع ہوا جس میں چوہدری رحمت علی کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا اور انہیں کارل مارکس کے پایہ کا رہنما قرار دیا گیا تھا۔ معروف ترک صحافی خاتون خالدہ ادیب خانم نے اپنی کتاب ''Inside India'' میں چوہدری رحمت علی پر پورا باب لکھا۔ ان کے خیال میں جتنے لوگوں سے انہوں نے ہندوستان میں ملاقات اور گفتگو کی ان میں صرف رحمت علی تھے جن کے پاس مسلمانانِ ہند کے مسئلے کا حل پاکستان کی صورت میں موجود تھا۔ ❁❁❁

داعی رجوع الی القرآن بانی تنظیم اسلامی
محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل
بیانُ القرآن
ترجمہ و مختصر تفسیر
اب دو انداز سے دستیاب ہے
خوبصورت ٹائٹل • عمدہ سفید کاغذ • معیاری طباعت
1 2935 صفحات پر مشتمل، سات جلدوں میں
(الگ الگ جلدیں بھی دستیاب ہیں!)
مکمل سیٹ کی قیمت: 6000 روپے
2 متعدد اضافی خوبیوں کا حامل، طبع جدید
قرآنی رسم الخط • تفسیری سائز • مضبوط ریگزین جلد
2560 صفحات پر مشتمل، چار جلدوں میں
مکمل سیٹ کی قیمت: 6000 روپے
مکتبہ خُدّام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

افواہ پھیلانے والوں کی پکڑ شدید ہے!

طیبہ ضیاء

افواہ پر مبنی ویڈیوز یا خبریں شیئر کرنے والے اپنا انجام بھی یاد رکھیں، رب کسی کو نہیں چھوڑے گا، رب کا جلال، عتاب، قہر ابھی دیکھا ہی کہاں ہے؟ ان فارغ لوگوں نے جن کا کام سوشل میڈیا پر آگ لگانا اور جھوٹ پھیلانا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب تم اپنی زبانوں سے اس کا ایک دوسرے سے ذکر کرتے تھے اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کی متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے، حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی، کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سبحان اللہ! یہ تو ایک بہتان عظیم ہے"!(النور:15،16)"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم نادانستہ کسی قوم کا نقصان کر بیٹھو پھر تمہیں اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔" (الحجرات: 6) "کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو، یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔"(الاسراء:36)

سنی سنائی پر یقین کرنے والوں کے لئے کھلے احکامات ہیں۔ اپنے آپ کو ایسی خبروں کے پھیلانے سے بچاؤ جن کا کوئی ثبوت نہیں، جن کے درست ہونے کے کوئی شواہد نہیں کیونکہ یہ بھی جھوٹ بولنے اور نشر کرنے کی ایک قسم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: "مومن لوگ جھوٹ میں شریک نہیں ہوتے۔"(الفرقان:72)"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہمیشہ سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔"(التوبۃ:119)

ایک صحیح حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں اکبر الکبائر گناہ کے بارے میں نہ بتلاؤں، صحابہؓ نے کہا: کیوں نہیں! اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، آپ ﷺ یہ بات کرتے ہوئے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے، پھر آپ ﷺ سیدھے ہو گئے اور فرمانے لگے: جھوٹی گواہی دینا۔ آپ ﷺ یہ بات بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم اپنے جی میں کہنے لگے کاش آپ ﷺ خاموش ہو جاتے۔"

چنانچہ غلط خبریں اور بے لگام باتیں نشر کرنا مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ اور فراڈ میں شامل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں۔" (متفق علیہ)

بغیر تصدیق خبروں کو آگے پھیلانا شرعی طور پر منع ہے، فطرت اور عرفِ عام دونوں کے اعتبار سے ناپسندیدہ بھی ہے، کتنی ہی ایسی خبریں ہیں جو بغیر کسی ثبوت وتصدیق کے پھیلائی گئیں اور ان کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا، اسی لئے ہر مسلمان کو تصدیق کے بغیر کوئی بھی خبر نشر کرنے سے یکسر منع کیا گیا ہے، ہمارے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: "کسی آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو آگے نشر کردے۔"

اے مسلم! اپنی زبان کی حفاظت کرو، اپنے قلم و قرطاس کو بے بنیاد خبریں نشر کرنے سے بچاؤ گے تو سلامتی پاؤ گے، وگرنہ واضح گناہ اور عظیم بہتان کے مرتکب قرار پاؤ گے، جھوٹی اور بے بنیاد افواہیں پھیلانے سے آپ کو دنیا میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ اُلٹا دینی تشخص پامال ہوگا اور معاشرے میں فساد پھیلے گا۔

سنن ابو داؤد میں صحیح سند کے ساتھ فرمانِ نبوی ہے: "بدترین تکیہ کلام یہ ہے کہ "لوگ یہ کہتے ہیں"۔ جبکہ صحیح مسلم میں ہے: "جو شخص جان بوجھ کر کوئی مشکوک خبر بیان کرے تو وہ بھی جھوٹے لوگوں میں شامل ہے۔

"اور جب کوئی امن کی یا خطرے کی خبر ان تک پہنچتی ہے تو اُسے فوراً اُڑا دیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول یا اپنے کسی ذمہ دار حاکم تک پہنچاتے تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجاتی جو اس سے صحیح نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو چند لوگوں کے علاوہ سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔"(النساء:83)

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: "مسلمان معاملات واضح ہونے تک خاموش رہتا ہے"، چنانچہ ایک مسلمان کے لیے یہ بہت بڑی سعادت ہوگی کہ جھوٹی خبریں اور افواہیں پھیلانے سے بچ جائے۔ لہٰذا بے سروپا خبروں کو مت پھیلائیں، قرآنی آداب اور تعلیمات کو ملحوظ خاطر رکھیں، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: "جب تم نے سنا تھا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے دل میں اچھی بات کیوں نہ سوچی! اور یوں کیوں نہ کہہ دیا! کہ "یہ تو صریح بہتان ہے۔"(النور:12)

جھوٹ بہتان بدگمانی افواہ کا مرتکب طبقہ جان لے کہ رب کسی ایسے کو سزا دیے بغیر نہیں چھوڑے گا۔

دعائے مغفرت — إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ کراچی شمالی، گلشن معمار کے مبتدی رفیق زین العابدین کے والد اور معاونہ صفیہ سلیم کے شوہر مبتدی رفیق جناب سلیم الدین وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0341-3998225

☆ حلقہ کی مقامی تنظیم النور کالونی کے رفیق جناب جاوید احمد خان کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-5758239

☆ امیر حلقہ پنجاب جنوبی مرزا قمر رئیس کا ماموں زاد بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-6303691

☆ حلقہ کراچی شمالی، بلدیہ ٹاؤن کے مبتدی رفیق جناب دلشاد کے تایا اور پھوپھا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0314-2082427

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Israelis vote a terrorist and a crook back into power!

With Netanyahu likely back in power, more Palestinians babies will be slaughtered. For Palestinians, the Israeli election results are nauseatingly familiar, and meaningless. One set of war criminals has been replaced by another, known to Palestinians as an unabashed racist and terrorist: Benjamin Netanyahu.

Netanyahu also faces criminal charges for graft and fraud. What else is new and what are such charges in the face of the much weightier issue of returning to power in the Israeli snake pit? Besides, the bloc of racists and bigots that Netanyahu leads, plans to remove the offence of fraud and breach of trust from the criminal code.

This is what Netanyahu was on trial for. This will be among the first order of business if Netanyahu and his Likud bloc are able to cobble together the requisite number of seats in parliament (Knesset).

On the basis of vote count, he seems set to return to power. His disastrous rule (for the Palestinians) of 12 years was brought to an end in March 2021 by an unlikely alliance of former Netanyahu allies.But they soon fell out because they had little in common necessitating another election on November 1.

Before the western corporate media indulges in its customary jingoism proclaiming the non-existent virtues of the “only democracy” in the Middle East, let us remember that Israel is ruled by gangsters and hustlers.

For the Palestinians under occupation, it makes little difference who rules the snake pit. After all, the just-defeated coalition led by Yair Lapid spared no effort to torture, maim and kill Palestinians to prove his macho credentials.It was under his watch that Jenin and Nablus have suffered prolonged sieges and killings.Lapid also ordered a three-day attack on Gaza in early August after arresting an Islamic Jihad activist in Jenin.Illegal Zionist squatters from the US and Europe routinely barge onto the Masjid al Aqsa compound. Displaying obnoxious behavior, and under the protection of heavily-armed Israeli forces, they have attacked and killed Palestinians on the sacred compound.All this and more has happened under Lapid’s watch. So, what will change for the Palestinians if a well-known terrorist—Netanyahu—becomes the prime minister of the illegitimate entity?Nothing, except that Netanyahu indulges in terrorist acts with a scowl while his predecessor did it with a smile.

The election campaign was also marred by vicious personal attacks on political opponents.If non-Jews were to repeat what they called their opponents, they would be immediately accused of anti-Semitism.Yet the animosity between them runs so deep that had it not been for the Palestinians, they would be drinking each other’s blood.That

explains why the Zionists will never make peace with the Palestinians.

Israel is not a democracy; it has never been.

It is a colonial settler entity established on land stolen from the Palestinian people.

Throughout its 74-year existence, Israel has indulged in horrific crimes against innocent Palestinians.

In recent weeks and months, such attacks have escalated.No change in Israeli policy toward the Palestinians can be expected under Netanyahu.In fact, the oppression of Palestinians will intensify. The terrorist, Itamar Ben-Gvir who emerged from the bowels of the fascist Kach movement, is likely to get a cabinet post in Netanyahu's regime.

Netanyahu has vowed to expand the illegal Zionist settlements in the West Bank and Bn-Gvir has publicly called for killing Palestinians.

While the Palestinians long for peace and an end to their suffering, they will achieve neither.

The only choice left for them is to continue the resistance by whatever means necessary.

__Courtesy__: ***An article by Ayman Ahmed; Asia Today Online***

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی گل گشت کے رفیق و ناظم قرآن اکیڈمی محترم شکیل اسلم کا بیٹا بیمار ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0321-6301139

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم اسلامی، عمر 51 سال، برسر روزگار کے عقد ثانی کے لیے مطلقہ، بیوہ، مناسب عمر کی کنواری خاتون کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-4846480

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بہن، عمر 22 سال، تعلیم بی بی اے، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0301-4925217, 03004289917

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی ایس فزیالوجی (جاری) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار ترجیحاً کراچی کے رہائشی لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-0267347

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم گریجویشن کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-4701016

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 37 سال، تعلیم BSIT کو عقد ثانی کے لیے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0320-7891344

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنے بیٹوں، عمر بالترتیب 23 اور 24 سال، تعلیم بالترتیب میٹرک اور گریجویشن، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکیوں کے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0300-4701016

نوٹ: ضرورت رشتہ کے سلسلے میں ادارہ صرف اشتہار کی حد تک ذمہ داری ادا کر رہا ہے باقی لین دین کے فریقین خود ذمہ دار ہوں گے۔ (ادارہ)

اقبال اور طبقاتی نظام

ہم کو تو میسر نہیں مٹّی کا دِیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن
شہری ہو، دہاتی ہو، مسلمان ہے سادہ
مانندِ بُتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن
نذرانہ نہیں، سُود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انھیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.44

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore